
McGill University Library
3 103 152 985 $

فیوضُ الخالق

یعنی ملفوظاتِ اشرفیہ

حضرت جنیدِ وقت حکیمُ الامّت نوّر اللہ مرقدہٗ کے مجالس
اور اسفار، نشست و برخاست میں بیانِ فرمودہ انبیاء،
اولیائے عظام کے تذکروں، عاشقانِ الٰہی ذوالاحترام کی
حکایات و روایات، دینِ برحق مذہبِ اسلام کے احکام و
مسائل، جن کا ہر فقرہ حقائق و معانی کے عطر سے معطر، ہر لفظ
صبغۃُ اللہ سے رنگا ہُوا ہر کلمہ شرابِ عشقِ حقیقی میں ڈوبا ہوا
ہر جملہ اصلاحِ نفس اخلاق، نکاتِ تصوّف اور مختلف علمی عملی
عقلی و نقلی معلومات و تجربات کے بیش بہا خزانں کا دفینہ ہے
اور جن کا مطالعہ آپ کی پُربہار مجلس کا نقشہ آج بھی پیش کر دیتا ہے

ملنے کا پتہ

مکتبہ تالیفاتِ اشرفیہ، تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

تسہیل نشر الطیب

داروغہ محمد عبداللہ صاحب بھوپالی نے نشر الطیب کے مضامین کو عوام بالخصوص عورتوں اور بچوں کے لئے آسان کردیا جس کو خود حضرت حکیم الامت نوّر اللہ مرقدہٗ نے نہایت پسند فرماکر بچوں کے درس میں داخل فرمایا تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح حالات معلوم ہوکر بچوں کو اپنے نبی کے ساتھ ابتدا ہی سے محبت اور خوش عقیدگی ہوجائے اور اُن کا ذہن اِسلام کی تعلیم کے مطابق بن جائے اور اتباع سُنّت کا شوق پیدا ہوجائے۔

قیمت: ایک روپیہ پچھتر پیسے

نایاب تالیفات اشرفیہ

کی

قسط ہشتم

جس میں

فیوض الخالق اور الکلمۃ الحق

ملفوظات کے دو مجموعے

پیش کئے جا رہے ہیں

ملنے کا پتہ

مکتبہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

اِطلاع

قسط ہشتم کے بعد قسط نہم آنیوالی ہے

جس میں

الکلام الحسن اور مزید المجید شائع ہونگے۔

اور اُن کی ضخامت تقریباً ۲۸۰ صفحات ہوجائے گی۔
تاکہ دونوں مجموعے مکمّل شائع ہوجائیں، اِس لئے اِس کی قیمت
بجائے (۸؍ کے (۱۲؍) اور ممبروں کے لئے (۵؍) (۲/۳۱) ہوگی۔
اور دسویں قسط سے **حسن العزیز** جلد چہارم شروع ہوجائے گی۔

خوشخبری:۔ دسویں قسط سے ہم نے ایک نئے خوشنویس کا انتظام کرلیا ہے
جن کا خط نہایت پاکیزہ اور عمدہ ہے۔ والسّلام۔

ناظم تالیفات اشرفیہ
تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

عرض حال

یہ مجموعہ حضرت سیدی و سندی حکیم الامت مجدد الملت قطب الارشاد حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کے ملفوظات مبارکہ کا ہے جو اس خاکسار نے پانچ سال کے ہر ماہ رمضان شریف کی حاضری خانقاہ کے موقعہ پر حضرت والا کی مجلس شریف میں بیٹھ کر سنے۔ اور ان کے متفرق حصوں کو ایک جگہ جمع کر کے حضرت والا کی خدمت میں پیش کیا۔ تو حضور نے اس کو پسند فرمایا۔ اور اس کا نام "فیوض الخالق" تجویز فرمایا۔

چونکہ ان ملفوظات میں علوم و معارف کا ایک خاص ذخیرہ ہے اس لئے ان کو طباعت میں لانے کی کوشش کی گئی۔ اور اس معاملے میں محمد عثمان صاحب دہلوی کا بیحد شکر گذار ہوں جنہوں نے اس کو اپنے رسالہ الہادی میں شائع فرمانے کا قصد فرمایا۔

میں دعا کرتا ہوں کہ ناظرین کو اللہ تعالیٰ اس سے پورا پورا نفع عنایت فرمائے۔ اور ان کے طفیل اس خاکسار کو بھی اپنی رضا اور قرب سے ممتاز فرمائے۔ آمین ثم آمین

خاکسار عبد الخالق عفا اللہ عنہ ساکن ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور

حال وارد امرتسر چوک فرید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

ملفوظات ملقبہ بالفیوض الخالق

(۱) فرمایا کہ حضرت مولانا شہیدؒ تصور شیخ سے منع فرماتے تھے اور اس آیت سے استدلال فرماتے تھے۔ مابذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون الآیہ اس طرح سے کہ تماثیل ذہنیہ صورت خارجیہ سے زیادہ موجب افتتان ہیں۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ایک مستقل شغل قرار دیا ہے۔ بالخصوص مشائخ نقشبندیہ کے ہاں تو اس کا خاص اہتمام ہے۔ اس وقت اس میں مفاسد پیدا ہو گئے تھے اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بالمعنی نقل فرمایا کہ مانعین نے اعتماداً علی القرآن تفصیل نہیں کی۔ اس لئے شبہ ہوا کہ جائز ناجائز کیسے فرمادیا تفصیل یہ ہے کہ اصل مقصود تصور حق تعالیٰ کا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ چونکہ مرئی نہیں ہیں۔ اس لئے جن لوگوں کی قوت فکریہ ضعیف ہوتی ہے ان کو یہ تصور جمتا نہیں۔ اس میں ان کے ذہن میں خیالات بہت آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یکسوئی حاصل کرنے کے واسطے تصور شیخ تجویز کیا گیا۔ کیونکہ علاج بالضد ہوتا ہے یعنی خیال کے دفع کرنے کے لئے دوسرے خیال کو ذہن میں جمایا جائے گا خواہ وہ کوئی خیال ہو۔ پس ان خیالات مختلفہ کے دفع کرنے کے واسطے ہر دیکھی ہوئی چیز کا تصور کافی ہے

جس پر بھی خیال جم سکے۔ لیکن ان سب خیالات میں سے شیخ کا تصور انفع ہے کہ وہ محبوب ہونے کی وجہ سے ذہن میں زیادہ جمے گا۔ اور اس لئے دفع خیالات میں زیادہ مؤثر ہوگا تو وہ مقصود بالذات نہوا مقصود بالغیر ہوا۔ اس لئے جب یہ غرض حاصل ہو جاوے تو شیخ کا تصور بھی دل سے نکال دے۔ اور صرف ذاتِ حق کی طرف متوجہ ہو جانے پھر احیاناً اگر خیالات آجاویں تو پھر شیخ کا تصوّر کرے۔ جب خیالات دفع ہو جاویں۔ پھر ذات حق کی طرف متوجہ ہو جاوے کیونکہ مقصود حقیقتہً یہی ہے۔

(۲) فرمایا کہ اس کی مثال مکان میں جھاڑو دینے کی سی ہے مکان کے صاف کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایک ایک تنکا اٹھا اٹھا کر باہر پھینکا جائے۔ اس میں جو کلفت ہے وہ ظاہر ہے دوسرا یہ کہ سب تنکوں کو ایک جگہ جمع کیا جاوے۔ جب سب مجتمع ہو جاویں تو سب کو اٹھا کر باہر پھینکدے بس یہی دوسری صورت تصور شیخ ہے کہ سب تصورات کو ایک تصور میں جمع کر کے جب یکسوئی حاصل ہو جاوے تو اس کو بھی ترک کر دیا جاوے۔

(۳) فرمایا کہ مقاصد تصوف کا خلاصہ صرف دو چیزیں ہیں طاعت و ذکر۔ ذکر کو قلب کی یکسوئی میں خاص دخل ہے اور خود ایک سوئی شغل ہے۔ اس لئے کبھی یکسوئی حاصل کرنے کے لئے قلب پر بھی ذکر کا تصوّر کیا جاتا ہے۔ اور تصوّر شیخ اسی یکسوئی میں داخل ہے

تصور شیخ سے یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے. پھر اس یکسوئی سے توجہ الی اللہ کی استعداد ہو جاتی ہے پھر اس استعداد کو مقصود میں صرف کرنا اور جب مقصود حاصل ہو جاوے تو پھر ان ہیئات و قیود کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور محض ذکر قلبی پر اکتفا کرنے سے دھوکہ ہو جاتا ہے. بعض وقت غفلت اور بھول ہو جانے پر بھی غافل اپنے کو ذاکر سمجھتا ہے. بخلاف ذکر لسانی کے کہ قلب اگر نہ بھی حاضر ہو تو ذکر لسانی پر اجر ملتا ہے۔

(۴) فرمایا. تصور شیخ کوئی بالذات مطلوب نہیں. صرف توجہ الی اللہ کے وقت جو وساوس مجرد کا ہجوم ہوتا ہے وہ قطع وساوس کے لئے ہے۔

(۵) فرمایا. مولوی منور علی صاحب دربھنگوی جب گنگوہ آئے تو انھوں نے حضرت گنگوہی سے اپنی باطنی شکایت فرمائی اور وہ حضرت حاجی صاحبؒ کے مرید خاص تھے. حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا. معلوم ہوتا ہے کہ تم نے تصور شیخ میں کمی کر دی ہے. تو اص چونکہ اس کے حدود جانتے ہیں

سلہ (اس خاکسار راقم الحروف نے جب حضرت والا کی خدمت میں تحریر کیا کہ تصور شیخ سے طبیعت میں ایک قسم کا انتشار پیدا ہوتا ہے تو حضرت والا نے اسپر تحریر فرمایا ع دست بوسی چوں رسید از فضل شاہ ٭ پائے بوسی اندر آں دم شد گناہ۔ سلہ (تصور شیخ کے متعلق ذکر کرتے ہوئے) فرمایا کہ اصل مقصود تو توجہ الی اللہ ہے اور یہ توجہ الی اللہ یکسوئی کے بغیر کامل ہوتی نہیں. یوں اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کا تصور دائمی طور پر خود بخود (یعنی تصور شیخ وغیرہ کے بغیر ہی) حاصل ہو جائے تو کافی ہے. مگر چونکہ اللہ تعالیٰ غائب ہیں. اشیاء حاضرہ ان کے تصور سے تابع ہیں اس لئے مشاہدات میں سے شیخ ہی کو یکسوئی کا ذریعہ بنایا جاتا ہے. اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں تفکر کرنا ممنوع ہے ۱۲ منہ

اس لئے ان کو اجازت ہو سکتی ہے۔

(۶) فرمایا کہ ایک شیخ سے کسی نے بیعت کی درخواست کی انھوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کو کسی چیز سے محبت بھی ہے اس نے کہا اپنی بھینس سے محبت ہے۔ شیخ نے کہا بس اس کا تصورات دن رکھو۔ اور اتنے دن بند مکان میں رہو۔ کچھ عرصہ کے بعد شیخ گئے اور مرید کو نکلنے کے واسطے فرمایا اس نے نکلتے وقت بھینس کی طرح سر ہلایا اور کہا دروازہ میں میرے سینگ اڑتے ہیں۔ شیخ نے اس یکسوئی کو دیکھ کر تعلیم طریقہ شروع کر دیا اور مرید کر لیا

(۷) فرمایا۔ تصور شیخ نقشبندیہ کے ہاں مثل جزو طریق کے ہے چشتیہ کے ہاں اس کی اتنی اہمیت نہیں۔ اصل مقصود تو توجہ الی الحق ہے۔ مگر چونکہ ابتدا ریہ توجہ الی الحق الغائب قائم نہیں رہتی خطرات مانع ہوتے ہیں ان کو دفع کرنے کے لئے کسی دیکھی ہوئی چیز کی طرف توجہ کرائی جاتی ہے بالخصوص اگر وہ محبوب بھی ہو تو دفع خطرات میں زیادہ معین ہو گی اس لئے شیخ کو تجویز کیا گیا کہ اس کا تصور بمقابلہ دوسری اشیاء کے انفع ہو گا جب خطرات کا دفعیہ یا استیصال ہو جاوے تو تصور شیخ بھی چھوڑ دیا جاوے۔

(۸) فرمایا کہ چشتیہ نے تصور شیخ کو اس لئے اہمیت نہیں دی کہ تصور شیخ توجہ تام سے ہوتا ہے۔ اور ہے یہ غیر مقصود۔ اور غیر مقصود کی طرف قصداً اتنی گہری توجہ ہونا شرک عملی کے مشابہ ہے کیونکہ ایسی توجہ تام جو کسی خطرہ پر مشتمل نہ ہو۔ صرف حق سبحانہ کا حق ہے ایسی توجہ دوسرے کی طرف نہ چاہیئے۔

(۹) فرمایا کہ حضرت سید صاحبؒ نے جب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے بیعت کی تو حضرت شاہ صاحب نے تصور شیخ تعلیم فرمایا سید صاحبؒ نے باادب انکار فرما دیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ ع

بمی سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

سید صاحب نے فرمایا بمی سجادہ رنگیں کن معصیت کے باب میں ہے اور معصیت جو بھی آپ فرما دیں کر سکتا ہوں۔ مگر شرک نہیں کر سکتا۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا۔ ہم آپ کو طریق نبوت سے سلوک طے کرا دیں گے طریق ولایت چھوڑ دیں گے کیونکہ آپ کی استعداد بہت ہی اعلیٰ ہے چنانچہ کل تیرہ دن میں سارا سلوک طے ہو گیا۔

(۱۰) فرمایا۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے ایک مرید کے گھر شادی تھی۔ حضرت شیخ امتحان کے لئے رات کے وقت لباس تبدیل کر کے فقرا کی صف میں جا بیٹھے جب گھر والے نے خیرات تقسیم کی نوبت پر (حضرت شیخ عبدالقدوس) کو بھی ایک فقیر سمجھ کر دیدی۔ صبح کو اس سے سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ اگر تم کو میری محبت ہوتی تو تم کو میری خوشبو آجاتی اور خوشبو سے مجھ کو پہچانتے چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سے ہی فرمایا تھا انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون۔ ف اس پر شبہ نکیا جاوے کہ محبت کیلئے خوشبو کا آنا لازم ہے بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہر بندہ کیساتھ جدا ہے ممکن ہے کہ شیخ کے لئے عادۃ اللہ یہی ہو کہ ان کے محب کو ان میں سے خوشبو کا آنا ضروری ہو۔

(۱۱) فرمایا تصور شیخ دفع خطرات کیلئے بعض مشائخ[ع۵] نے تجویز کیا تھا۔ مگر محققین نے دفع خطرات کے شدید اہتمام کی پرواہ نہیں کی لیکن جنہوں نے اس کا اہتمام کیا ہے۔ انھوں نے اس کے مختلف طریقے نکالے ہیں چنانچہ بعض قلب میں لفظ اللہ کا یا کعبہ شریف یا مدینہ شریف کا تصور کرتے ہیں بعض نے ان کی بجائے شیخ کا تصور نکالا چونکہ شیخ سے محبت کا تعلق زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا تصور جلد قائم ہوجاتا ہے اور جب خطرات دفع ہوجاویں تو یہ شغل بھی چھوڑ دیتے ہیں۔

(۱۲) فرمایا کہ اعمال تصوف یا مراقبات ہیں یا اذکار و اشغال ہیں۔ مراقبات کے لیے حدیث راقب اللہ تجدہ تجاہک. ترمذی شریف میں ہے۔ اور اذکار بھی مامور بہا ہیں البتہ اشغال غیر مامور بہا صرف معالجہ کیواسطے کئے جاتے ہیں اور خود حق تعالیٰ کا براہ راست تصور کرے تو وہ بہتر ہے اور حدیث ہیں جو

ع۵ فرمایا بعض لوگ ابتدا ہی سے ماسوی اللہ سے قلب کو خالی کرنیکے لئے خاص شغل کرتے ہیں حالانکہ یہ غلطی ہے کیونکہ جتنا خالی کرتا ہے اتنا ہی بھرتا ہے بلکہ جتنا محل کامل ہو اتنا ہی شیطان کا دخل کامل ہوتا ہے۔ اسی لیے محققین نے فرمایا ہے کہ قلب کو فضائل سے محلّی کیجئے رذائل سے خود مخلّی ہوجائے گا چنانچہ بوتل کی ہوا خارج کرنیکا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس میں پانی ڈالدیا جاوے۔ اور یہی طریقہ سہل ہے پس وسوسہ اگر کیسا ہی سخت آوے تو اس کے نکالنے کی کوشش کرنا عبث ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ فوراً کسی نیک چیز کی طرف خیال بدل دیا جاوے۔ پس انسان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اپنی مرضی کے مطابق نہ بناوے۔ یعنی مثلاً یہ کہ وساوس بالکل نہ آویں بلکہ جیسا اللہ تعالےٰ کو منظور ہو اور پسند ہو ویسا بنے ۱۲

لاتفکروا فی ذات اللہ ہے اس میں خاص فکر کی نہی ہے یعنی ذات کی کنہ کے درپے ہونا ممنوع ہے۔ باقی محض خدائے تعالیٰ کو یاد رکھنا جو صرف تصوّر ذات کا درجہ ہے وہ عین مطلوب ہے اور اشغال کی اصل بھی حدیث سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے اجعل بصرک حیث تسجد اور تصور ذات ذکر ہے۔ اور مامور بہ ہے۔

(۱۳) فرمایا۔ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں مکہ معظمہ میں مولانا محمد یعقوب صاحبؒ مع دیگر حضرات حاضر ہوئے سفر مدینہ کے وقت دوسرے حضرات کا یہ مشورہ ہوا کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں رہیں۔ کیونکہ ان کو صحبت کم حاصل ہوئی تھی مگر خود مولانا وہاں ٹھہر کر مدینہ جانے اس لیے حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا انھوں نے مولانا کو وہاں روک لیا۔ اور فرمایا ہمارے پاس بیٹھ کر ہمارے قلب کی طرف متوجہ رہا کرو۔ بس اتنا شغل بتلایا۔ جب باقی حضرات مدینہ شریف سے واپس ہوئے تو حضرت نے فرمایا تو بھی اتنی ذراسی بات ان کو بتلائی تھی وہ بھی ان سے نہ ہو سکی جب کوئی یہاں آتا تو سب سے پہلے پاس سے باتیں کرنے لگ جاتے تھے مگر بایں ہمہ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اتنی سی صحبت نے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کو کامل کر دیا۔ اور شیخ کے قلب کی طرف توجہ کی صورت یہ ہے کہ مرید یہ تصور کرلے کہ شیخ کے قلب سے میرے قلب میں کیفیات آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بموجب اقتضاء انا عند ظن عبدی بی کے یہ کیفیات مرید کو عطا فرما دیتے ہیں۔

(۱۴) فرمایا۔ وحدت مطلب سے مراد یہ ہے کہ آلہ طلب ایک ہی ہے یعنی تعلیم ایک ہی شیخ سے حاصل کرو چنانچہ محققین نے فرمایا ہے المریدین بین الشیخین کالزوجۃ بین الزوجین۔ اس مضمون پر فرمایا کہ وحدت مطلب پر ایک شبہ بھی وارد ہوتا ہے۔ تقریر اس کی یہ ہے کہ مشہور ہے کہ جبتک اپنے پیر کو سب پر فضیلت نہ دے تب تک فائدہ نہیں پہنچتا۔ حالانکہ ایسی فضیلت دینا کسی کو بھی جائز نہیں۔ کیونکہ فضیلت کی حقیقت ہے کثرت ثواب عند اللہ اور مسئلہ یہ ہے کہ دوسرے کو شیخ کہنا یا عارف کہنا تو درست ہے۔ اسی طرح عاشق کہنا یا سالک کہنا بھی جائز ہے۔ مگر ولی جو مرادف ہے صاحب فضیلت کا قطعاً و یقیناً کہنا درست نہیں البتہ ولی ظناً کہنے میں حرج نہیں۔ پس فضیلت یا ولایت امر غیبی ہے۔ اپنے پیر کے لئے فضیلت کیسے ثابت کرسکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وحدت مطلب کا اعتقاد تقلیداً ہے ہی نہیں بلکہ اس کی تفسیر وہ ہے جو حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ وحدت مطلب کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ یوں سمجھے کہ زندہ بزرگوں میں سے میری تلاش سے مجھے زیادہ نفع پہنچانے والا میرے شیخ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں مل سکتا۔ بس اپنے شیخ کے متعلق صرف اتنا عقیدہ کافی ہے۔ اور جب تک یہ عقیدہ نہ ہو جمعیت خاطر نہیں ہوتی اور جبتک جمعیت یا یکسوئی نہ ہو تب تک فائدہ نہیں ہوتا۔

(۱۵) فرمایا کہ لوگ شیخ طریقت کی ضرورت میں یہ آیت پیش کیا کرتے ہیں

ــــــــــــــــــــ

ف حدیث میں ہے یوں کہے احسبہ کذا واللہ حسیبہ ولا ازکی علی اللہ احدا ۱۲

وابتغوا الیہ الوسیلۃ حالانکہ اس میں شیخ مراد نہیں بلکہ اعمال صالحہ مراد ہیں۔ البتہ ضرورت شیخ دوسری آیت سے ثابت ہو سکتی ہے ؎ واتبع سبیل من اناب الی الآیۃ اور یہ جو مشہور ہے الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ اس سے مراد شیخ طریقت نہیں بلکہ بوڑھا آدمی مراد ہے کیونکہ یہ مقولہ حدیث کہا جاتا ہے اور اس زمانہ میں شیخ کا لفظ شیخ طریقت کے معنی میں قطعاً استعمال نہیں ہوا کیونکہ یہ عرف بالکل مستحدث ہے۔

(۱۶) فرمایا پیر جب ناقص ہوتا ہے مگر سلسلہ اس کا صحیح ہو تو مرید کو وصول جذب کی راہ سے تو ہو سکتا ہے۔ سلوک کے طریقہ سے نہیں ہوتا

(۱۷) فرمایا۔ پیر سے مناسبت کے یہ معنی ہیں کہ مرید کو پیر کے کسی فعل پہ اعتراض نہ پیدا ہو اور پیر کو اس کے کسی فعل سے ایذا نہ ہو نیز محبت اور چیز ہے مناسبت اور چیز ہے۔ جیسے اپنے گھوڑے سے محبت تو ہے۔ مگر مناسبت نہیں۔ اور پیر کا کوئی فعل اگر محل اعتراض سمجھے تو تاویل کر لے اگر تاویل نہ سمجھ میں آئے تو اس فعل کو خود نہ کرے۔ اور اگر اس فعل کا شیخ حکم دے تو اس فعل کے متعلق شیخ سے بادب دریافت کر لے۔ لیکن اگر ایسا فعل بار بار شیخ سے صادر ہو تو تاویل نہ کرے بلکہ اس شیخ کو چھوڑ دے۔ پھر پیر کے حکم دینے کے متعلق فرمایا کہ پیر کے متعلق اتنی تحقیق تو ضرور کرنی چاہیئے کہ زندہ لوگوں میں کون قابل اقتدا ہے جب یہ محقق ہو جاوے تو پھر آنکھ بند کر کے اس کے پیچھے ہو لے بدون نوی شرعی کے نافرمانی نہ کرے اور زبانی گستاخی تو کرتا دل میں بھی پیر کی

شان کے برخلاف تصور بھی نہ کرے سہ

پیش اہل دل نگہہ دارید دل تا نباشید از گمان بد خجل

(۱۸) فرمایا۔ ہر زمانے میں ایک شخص ایسا ہوتا ہے جو عبادت کیلئے ایسا واسطہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات کا۔ اس کے ساتھ جسکو جتنا تعلق کم ہوتا ہے وتنا ہی اس کو حرمان ہوتا ہے۔ چنانچہ دہلی کے ایک بزرگ کو وفات کے بعد خواب میں کسی نے دیکھا پوچھا کیسا معاملہ ہوا۔ انھوں نے کہا کہ اچھا معاملہ ہوا مگر اس پر عتاب ہوا کہ تم مولانا رشید احمد صاحب سے عقیدت کیوں نہ رکھتے تھے تو ایسے شخص کا فیض حاضر وغائب سب کو ہوتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ شعر

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست دست او جز قبضہ اللہ نیست

اور فرمایا کہ اس شعر کا عنوان ذرا متوحش ہے۔ ورنہ آیت ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ یہی مضمون ایک دوسرے عنوان سے مشہور ہے کہ باطن شیخ ہر جگہ ہے اس لئے غائبین کے ساتھ بھی ہے پس عنوان کی حقیقت یہ ہے کہ اسماء الٰہیہ ظاہر ہیں اور مخلوقات مظاہر ہیں چنانچہ شیخ مظہر ہے اسم ہادی کا۔ یعنی اس کا باطن اسم ہادی ہے۔ تو پس شیخ کا باطن ہر جگہ ہے۔ اس میں بعد مکانی مانع نہیں اور اگر یہ سمجھ میں نہ آوے تو یوں سمجھ لو کہ اس بُعد کے نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ فیض تعلیم سے بعد نہیں اس معنی کر کہ معلم کی طرح نہیں کہ اس میں بعد مکانی مانع ہوتا ہے۔

(۱۹) فرمایا حضرت حاجی صاحب فرماتے تھے کہ شیخ فیض ربانی کی میزاب ہے۔ میزاب کو مکدر کرنے سے پانی مکدر ہی آئے گا۔ اگر کسی دوسرے شخص سے بھی فیض ہو تو یہی سمجھے کہ اس فیض کے مبادی اور قابلیت تو میرے قلب میں میرے شیخ نے ہی پیدا کئے ہیں۔

(۲۰) فرمایا پیر سے گستاخی نہ کرے اس سے سب فیض بند ہو جاتا ہے اس لئے کہ یہ اس مرید کے حق میں نبی کا نائب ہے۔ کیونکہ اس شخص نے تو التزام کر لیا ہے۔ اس کے نائب نبی ہونے کا۔ اب اگر اس کی گستاخی کرتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ سے اپنا علاقہ خراب کرتا ہے جو اس کے منع فیض کی بیّن وجہ ہے۔

(۲۱) فرمایا۔ اگر شیخ سے بالغرض فیض نہ ہو تو اول تو شیخ خود ہی اس کو یہ رائے دے گا کہ دوسرے شیخ سے رجوع کر لے۔ اور اس کے بعد بھی شیخ اول سے محبت کرتا رہے اور اگر شیخ خود رجوع کا حکم دے۔ یا پھر یہ خود ہی بادب شیخ سے عرض کرے کہ اس کو دوسرے شیخ سے رجوع کی اجازت دیدے۔

(۲۲) فرمایا۔ کہ بعض لوگ مدتوں تک تعلق رکھتے ہیں مگر ان سے بیعت کا تعلق پیدا کرنے کو جی نہیں چاہتا اور بعض لوگ خانقاہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور طبیعت اسی وقت چاہتی ہے کہ وہ بیعت کی درخواست کریں۔ اس پر شیخ آدم بنوری رح کا قصہ فرمایا کہ آپ شاہجہاں کے وقت میں ہوئے ہیں جلیل القدر علماء میں سے ہیں ایک دفعہ ان کی خدمت میں ایک رند

داڑھی چڑھائے ہوئے ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہنے ہوئے ہاتھوں میں اور اور گلے میں زیور ڈالے ہوئے حاضر ہوا۔ فرمایا تم کیسے آئے ہو۔ اس نے کہا مرید ہونے آیا ہوں۔ شیخ نے بیعت سے انکار فرمایا۔ الہام ہوا کہ اگر وہ ان منکرات سے پاک صاف ہوتا تو تمہاری ہی اس کو کیا ضرورت تھی اس کو بلاؤ۔ خادم سے اس کو بلوایا۔ وہ کہنے لگا میں نہیں جاتا۔ خادم نے جب واپس آکر اطلاع کی تو فرمایا۔ اچھا جاؤ اس کے کان میں ایک دفعہ اللہ کہدو۔ چنانچہ خادم کا یہ کہنا تھا کہ وہ بے بس ہو گیا اور حضرت کے پاس لایا گیا۔ اس کو بیعت و تلقین سے مشرف فرمایا۔

(۲۳) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا "جس درویش پر دنیا داروں کا ہجوم دیکھو وہ درویش نہیں دنیا دار ہے۔ کیونکہ الجنس یمیل الی الجنس اس پر قصہ فرمایا کہ سلیم چشتیؒ ایک بزرگ جہانگیر کے عہد میں گذرے ہیں انکی خدمت میں بادشاہ جہانگیر حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت شیخ نے اپنا خرقہ اُتار کر خادم کو دیا تھا کہ اس میں سے جوئیں وغیرہ نکال ڈالے خادم نے جب بادشاہ وقت کی سواری خانقاہ کی طرف متوجہ پائی تو فوراً دوڑ کر دروازہ کھٹکھٹایا تاکہ شیخ کو اطلاع کرے۔ شیخ نے دروازہ کھولا۔ اس نے اطلاع کی فرمایا تو نے خواہ مخواہ مجھے میرے اپنے شغل سے روکا میں نے تو دروازہ اس واسطے کھول دیا تھا کہ شاید تم نے کوئی بڑی سی جوں پکڑی ہے اسکے دکھلانے کے لئے پکارا ہے (ان کے نزدیک گویا شاہ جہانگیر کی قدر ایک جوں سے بھی کم تھی) ایک اور بزرگ کا قصہ فرمایا کہ ان کی خدمت میں کوئی

بادشاہ آیا۔ خادم نے روک دیا پھر اطلاع پر اجازت دیدی گئی بادشاہ ملتے ہی یہ مصرعہ کہا۔ ع

در درویش را دربان نباید

درویش نے فوراً جواب دیا۔ ع

بباید تا سگِ دنیا نیاید

فرمایا کیا اچھا شعر ہے ؎

نوائے افسردہ دل زاہد یکے در بزم رنداں شو　　کہ بینی خندہ برلبہا و آتش پارہ در دلہا

پھر اس کے متعلق فرمایا کہ اس کی پوری مثال ایسی ہے جیسے توا جب خوب گرم ہو تو ہنستا ہے مگر ذرا اس کو انگلی لگا کر دیکھو۔ اسی طرح اس شعر میں خندہ اور آتش جمع ہو گئے۔ اسی کے قریب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں ایک مقولہ آیا ہے کانوا لیوث النہار و رہبان اللیل۔

(۴۲) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا ایک ایسا واقعہ ہے کہ اگر ان کے جملہ کمالات سے قطع نظر کر کے صرف اسی ایک واقعہ کو دیکھا جاوے تو معتقد ہونے کے لئے کافی ہے اور وہ یہ ہے۔ ایک غیر مقلد نے حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت کی اور شرط کی کہ میں غیر مقلد ہی رہوں گا حضرت نے فرمایا بیشک رہو مگر جو کچھ ہم بتلادیں اس کو پڑھتے رہنا۔ چنانچہ اس کو بیعت فرمایا۔ اور کچھ ذکر بتلا دیا۔ چند ہی روز کے بعد اس نے آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ چھوڑ دیا۔

(۳۵) فرمایا کہ بیعت کی حقیقت دو التزاموں کا مجموعہ ہے طالب کی طرف سے التزام اتباع اور پیر کی طرف سے التزام اصلاح۔ مگر اسکے لئے صورت بیعت کو لازم سمجھنا یہ بدعت ہے اس کو اڑانا چاہیئے۔

(۳۶) فرمایا۔ اہل اللہ کی صحبت سے قلوب پر کیفیت سکینہ نازل ہوتی ہے

(۳۷) فرمایا۔ ولایت دو قسم کی ہے ایک عامہ دوسری خاصہ۔ ولایت عامہ کو اس آیت میں اللہ ولی الذین آمنوا الآیۃ بیان فرمایا۔ یہ ولایت عامہ صرف ایمان سے حاصل ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس آیت میں عمل صالح کی بھی قید نہیں ہے۔ اور ولایت خاصہ اس آیت میں الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون بیان فرمایا۔ اس ولایت خاصہ کے دو لوازم ہیں۔

(۱) کثرت ذکر (۲) دوام طاعت۔ اور ذکر میں بجائے دوام کے کثرت اس لئے کی گئی کہ دوام کی تکلیف سخت مشقت ہے جو مدفوع ہے

(۳۸) فرمایا۔ قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف باختیار توجہ کرنا ذکر قلبی ہے۔ دل کی حرکت کو ذکر نہیں کہتے۔ اور قلب کا یہ اختیاری ذکر عادۃً دائم نہیں ہوتا۔ اور جو بے اختیاری ہو گو دائم ہو وہ حال ہے عمل نہیں اور اس سے ترقی لازم نہیں وفی ہذا قیل سہ

دربزم عیش یکدو قدح نوش کن برو یعنی طمع مدار وصال دوام را

(۳۹) فرمایا۔ کرامات کا درجہ ذکر لسانی سے موخر ہے۔ کیونکہ ذکر لسانی قرب پیدا کرتا ہے۔ کرامات ذریعہ قرب نہیں ہے۔

(۳۰) فرمایا کمال اعمال کو کمال ایمان میں دخل ہے اور کمال ایمان کو کمال اعمال میں دخل ہے۔ پھر اس کمال اعمال سے کمال ایمان ہوتا ہے۔ پھر اس کمال ایمان سے کمال اعمال ہوتا ہے اسیطرح سلسلہ چلا جاتا ہے

(۳۱) فرمایا کثرت ذکر اور دوام طاعت سے جو تعلق خاص ہو جاتا ہے اس کا نام نسبت ہے۔ اور یہ نسبت خاصہ ور معاصی سے زائل ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر توبہ نصوح کریگا پھر عود کر آئے گی۔

(۳۲) فرمایا۔ ولایت چونکہ نبوت سے ماخوذ ہے اور نبوت میں مختلف شیون ہیں۔ اس لئے کسی ولی کو علی قدم عیسٰی اور کسی کو علی قدم موسٰی علی حسب اختلاف الشیون کہا جاتا ہے۔ اور یہ سب شیون آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے شیون کے القاب ہیں۔ پس آپؐ ان سب شیون مختلفہ کے جامع ہیں۔ پس جس کو آپؐ کی شان ملقب بہ شان موسویؑ سے فیض ہوا۔ اس کو علی قدم موسٰی۔ اور جس کو آپؐ کی شان عیسویؑ سے فیض ہوا اس کو علی قدم عیسی وغیرہما سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں فاتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً۔ نسبت موسوے شیون محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ایک شان ہے عیسٰی روح اللہ۔ موسٰی کلیم اللہ۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شیون ہی کے اسمار ہیں۔ جن لوگوں میں ان شیون موسویہ اور شیون عیسویہ کا غلبہ ہوتا ہے بعض اوقات وہ لوگ مرتے وقت لا الہ الا اللہ موسٰی کلیم اللہ۔ اور لا الہ الا اللہ عیسی روح اللہ پڑھنے لگتے ہیں۔ جس کی حقیقت عوام نہیں سمجھتے اور

حضور صلی اللہ علیہ کا جامع شیون ہونا ایسا ہے، جیسے شیون کے عدد میں نیچے کے اعداد سب داخل ہو جاتے ہیں۔

(۳۳) فرمایا۔ معصیت اگر غلطی سے ہو جاوے تو اس کے اثر سے ظلمت مانعہ نہ ہوگی۔ کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رُفِعَ عن امتی الخطاءَ النسیان۔ اور اس رفع عن امتی کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاء اور نسیان پر مواخذہ تو ہو سکتا تھا مگر رفع کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ مواخذہ تکلیف مالا یطاق نہیں ہے جیسا ابھی معلوم ہوگا لیکن رحمت خداوندی سے یہ خطاء ونسیان معاف فرما دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نسیان وخطاء کے رفع کی دعا بھی تعلیم فرمائی ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا الآیہ اور نسیان وخطاء پر مواخذہ کا تکلیف ما لا یطاق نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پیشتر کے دونوں اختیار سے باہر نہیں جیسا مولانا روم ایک مقام پر فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ نسیان وخطا تو ہول سے ہوتا ہے۔ اگر ہر وقت تیقظ رہے تو نسیان وخطا کا ہونا ممکن ہی نہیں۔ اور ہر وقت تیقظ رکھنا گو مشکل ہے مگر ہے اختیاری اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ تعلیم فرمائی ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا الآیہ اور اس دعاء کو قبول فرما کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری فرما دیئے رفع عن امتی الخطاء والنسیان۔ بخلاف امم سابقہ کے کہ ان سے خطاء ونسیان پر بھی مواخذہ ہوتا رہا کیونکہ یہ مالا یطاق نہیں جیسا ابھی مذکور ہوا اسی طرح

حدیث میں ہے میری امت سے وسوسہ پر مواخذہ نہ ہوگا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وسوسہ پر مواخذہ ہوسکتا ہے اور وہ بھی مابطاق ہے اگر مالایطاق ہوتا تو اس میں اس امت کی کیا تخصیص ہوتی۔ اس کے مابطاق ہونے کی تحقیق یہ ہے کہ وسوسہ کے دو درجے ہیں۔ ایک حدوث وسوسہ۔ دوسرا بقائے وسوسہ جو ذہول وعدم تنبّہ سے ہو سو حدوث وسوسہ تو غیر اختیاری ہے۔ اور اس پر کسی سے مواخذہ نہیں ہے اس امت کی بھی تخصیص نہیں اور بقاء وسوسہ جو عدم تنبہ سے ہو سو یہ درجہ تنبہ نہ ہونے تک امم سابقہ سے معاف نہ تھا۔ اور ہماری اس امت سے معاف ہے۔ باقی تنبہ ہو جانے کے بعد پھر وسوسہ وغیرہ کا امتداد یہ کسی سے بھی معاف نہیں۔

(۳۴) فرمایا اہل طریق نے کہا ہے کہ یہ شیخ کے پاس جائے تو کسی معتقد کا سلام شیخ کو نہ پہنچا دے۔ اس کی مصلحت یہ ہے کہ شیخ کے پاس آکر اکثر لوگ اپنے امراض کو تو پیش نہیں کرتے بس ان کی غایت صرف سلام ہی پہنچانا ہے۔ چنانچہ جب بعض لوگوں کو یہاں اس عادت سے منع کیا گیا تب ان کو اپنے حال پر توجہ ہونے لگی

(۳۵) فرمایا۔ مشہور ہے کسی نے کسی بزرگ کو کہا کہ مجھے کسی خاص وقت میں یاد کرنا۔ انھوں نے فرمایا۔ لعنت ہو ایسے خاص وقت پر جس میں تم مجھے یاد رہو۔ یہ در اصل اہل تلوین کا مذاق ہے باقی اہل تمکین جن کو مقام جمع الجمع حاصل ہے ان کو تو توجہ الی الخلق

توجہ الی الخالق سے مانع نہیں ہوتی۔ چنانچہ سیر کی روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب میں عین قرب کی حالت میں امت کو یاد فرمایا اور امت کے لئے دعا فرمائی۔ پس اہل تحقیق جب مخلوق کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کو مراۃ حق سمجھ کر دیکھتے ہیں جیسا کہ محبوب پیچھے کھڑا ہو۔ آنکھوں سے غائب ہو لیکن سامنے ایک آئینہ رکھا ہے جس میں محبوب کا پورا نقشہ نظر آتا ہے تو محبوب کو ایسی حالت میں دیکھنے کے دو طریقے ہیں ایک پیچھے مڑ کر یعنی بلا واسطہ آئینہ کے دیکھنا اور دوسرا سامنے سے یعنی بواسطہ آئینہ کے دیکھنا۔ پس کاملین کو مختلف حالات میں دونوں قسم کی رویت کا حکم ہوتا ہے۔ کبھی بلا واسطہ آئینہ حق دیکھتے ہیں اور کبھی بواسطہ آئینہ مخلوق گو ظاہراً وہ اس وقت مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

(۳۶) فرمایا۔ ذکر میں اس طرح مشغولی اختیار کرنا کہ اہل وعیال کی بھی خبر نہ رہے یہ معصیت ہے کیونکہ مشغولی کا کمال وہی ہے جس کو شریعت نے تجویز فرمایا ہے در حقیقت خلق (مخلوق) مشاہدۂ حق کا مراۃ ہے پس جس وقت حکم ہو کہ براہ راست ہمارا مشاہدہ مت کرو۔ بلکہ اس مراۃ (یعنی مخلوقات) کے ذریعہ سے دیکھو تو اس وقت یہ مشاہدہ بالواسطہ ہی مطلوب ہے حتیٰ کہ اگر مشاہدہ خاصہ بھر دو قسم (یعنی بواسطہ مراۃ و بغیر مراۃ) سے منع فرما دیتے تو بھی اطاعت واجب ہوتی۔ اگر اطاعت بلا مشاہدہ خاصہ ہو تو اس کی مثال یہ ہے اُرِیْدُ وِصَالَهٗ

وَیُرِیْدُ ھِجْرَانِیْ اور دہ کافی ہے. کیونکہ اس حالت میں اگر یہ شخص راداتی نہیں مگر مرئی تو ہے اور یہ بھی دولت مقصود ہے ۔ اور آیۃ واصبر لحکم ربک فانک باعیننا میں یہی صورت ہے کہ عاشق کو ارشاد ہے ہم تو تم کو دیکھ رہے ہیں ۔ پس محبوب اگر توجہ کرے اور آغوش میں لے لیوے تو عشاق کے نزدیک بعض وجوہ سے وہ الذ ہے عشاق کی نظر میں اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ میں اللہ تعالیٰ کا احاطہ الذ ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کی دلیل ہے ۔ پس اہل عیال میں مشغول ہونے سے گو بندہ کی توجہ اصطلاحیہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ تو اس کو دیکھتے ہیں. اور اپنے بندے کی طرف متوجہ ہیں اور احاطہ کئے ہوئے ہیں ۔

(۳۷) فرمایا۔ حسن معاشرت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ لوگوں کو اذیت اور وحشت سے محفوظ رکھے ۔

(۳۸) فرمایا حسن معاشرت کا تعلق چونکہ عباد کی اذیت درراحت سے ہے ۔ اس لئے وہ بھی جزو شریعت ہے اور اصلاح معاشرت کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو اذیت نہ پہنچا دے یعنی اس کی فکر رکھے اور جو اذیت دوسرے کو پہنچتی ہے اس کا سبب ہمیشہ بے فکری ہی ہوتی ہے اور بعض اوقات بے عقلی سے بھی ایسے امور صادر ہو جاتے. مگر فکر کرتا ہے تو غلطیاں کم ہوں گی کما بھی اور کیفا بھی اور ظاہر ہے کہ فکر اختیاری چیز ہے پس اس کے ترک کرنے پر ملامت کرنا عین اصلاح ہے ۔

(۳۹) فرمایا۔ درجہ میں اعظم تو ہیں ارکان دین لیکن حقوق عبد ہونیکی اہم ہیں احکام معاشرت اور نصوص میں بھی مامور بہ ہیں۔ چنانچہ حدیث لایتناجی اثنان دون الثالث میں غور کرنے سے کیسی بڑی معاشرت کی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ جو کسی قانون میں بھی نہیں ہے اور نہ ہی مدعیان عقل کا دماغ یہاں تک پہنچا۔ اس تعلیم کی لم یہ ہے کہ تین حاضرین میں سے دو شخص اگر سرگوشی کریں تو تیسرے کو شک ہوگا کہ شاید میری غیبت کرتے ہوں گے یا مجھ کو اجنبی سمجھ کر راز چھپایا اور وہ اس سے دل شکستہ ہوگا۔ اور جب چار ہونگے تو یہ بدگمانی متعین طور پہ ایک شخص کے حق میں نہ ہوگی۔ سبحان اللہ کیسی رعایت فرمائی ہے دیکھئے ہمارے گھر میں ایسی ایسی چیزیں موجود ہیں مگر ہم پھر اغیار کی دریوزہ گری کرتے پھرتے ہیں وفی ہذا قیل ؎

یک سبد پر ناں ترابر فرق سر تو ہمی جوئی لب ناں دربدر

اور ارکان دین کے اعظم ہونے اور احکام معاشرت کے اہم ہونے کی یہ مثال ہے کہ کسی کو مثلاً ایک امیر آدمی کا ایک لاکھ روپیہ دینا ہے اور ایک غریب کا پیسہ دینا ہے۔ پس اعظم تو ہے اس لاکھ روپیہ کا ادا کرنا لیکن اہم ہے اس غریب کا ایک پیسہ دینا اسی طرح ارکان اسلام صلوٰۃ وصوم وغیرہ عظیم تو ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں لیکن اہم ہیں آداب معاشرت اس لئے کہ یہ حقوق العباد ہیں اس کے اہم ہونے کی بنا پر حضرت حاجی صاحبؒ نے ضیاء القلوب میں لکھا ہے۔ جب تک اخلاق کی اصلاح

نہیں ہوتی اس وقت تک انسان میں وصول حق کی استعداد نہیں پیدا ہوتی۔ نیز آداب معاشرت میں کمی کرنا حقوق اللہ کو بھی ضائع کرنا ہے کیونکہ ان کا امر بھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور حقوق اللہ کے ترک سے کسی دوسرے کو ضرر نہیں پہنچتا۔ صرف اپنے ہی نفس کو ضرر پہنچتا ہے کیونکہ حق تعالے "تو غنی ہیں اپنا ہی نقصان کر رہا ہے۔ پس اس دقیقہ پر نظر کر کے حقوق اللہ در حقیقت حقوق نفس ہیں بخلاف حقوق معاشرت کہ ان کے ترک کرنے سے دوسرے شخص کو نقصان پہنچتا ہے اور حقوق اللہ گو عظمت کے اعتبار سے مقدم ہیں لیکن اہتمام اور احتیاج کی اعتبار سے حقوق العبد ہی مقدم ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حق چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

(۴۰) فرمایا۔ بیوفا کامل سے وفادار ناقص اچھا ہے۔

فرمایا۔ ادب کی حقیقت راحت رسانی ہے۔ حتیٰ کہ اگر تعظیم سے راحت ہو تو تعظیم ادب ہے اور اگر ترک تعظیم سے راحت ہو تو ترک تعظیم ادب ہے

(۴۱) فرمایا۔ ادب سے علوم بڑھتے ہیں۔

(۴۲) فرمایا ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اہل اللہ کا ادب کرنے سے علوم باطنیہ بڑھتے ہیں۔ کیونکہ ان کا ادب درحقیقت وہ اللہ تعالے کا ہی ادب ہے۔ اور علوم باطنیہ کے بڑھنے سے علوم ظاہری بھی بڑھ جاتا ہے۔

(۴۳) فرمایا۔ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

ظاہری تعظیم کا اتنا بڑا دخل نہیں کیا جتنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی ہے۔ اسی طریقہ سے پیر کے ساتھ محبت بڑھانا چاہیئے۔ ظاہری تعظیم کی زیادہ ضرورت نہیں ہے (ادب سے علوم باطنیہ کے بڑھنے اور علوم باطنیہ سے علوم ظاہریہ پڑھنے پر یہ قصہ نقل فرمایا) کہ ایک بادشاہ اور وزیر میں اختلاف ہوا بادشاہ کہتا تھا کہ شرافت نسب کا علوم پر بڑا اثر ہوتا ہے وزیر اس کا منکر تھا چنانچہ بادشاہ نے مکتب سے دو بچے بلوائے ایک شریف النسب دوسرا غیر شریف النسب دونوں گریا تھ میں ہم سبق تھے بادشاہ نے پہلے غیر شریف کو پڑھنے کیلئے کہا تو اس نے اپنا سبق "ہمہ با ہوا و ہوس ساختی ، دمے با مصالح نہ پرداختی " پڑھا۔ پھر شریف کو پڑھنے کا حکم دیا تو اس نے بھی سبق پڑھنا شروع کر دیا جب اس شعر پر پہنچا تو اس نے اس طرح پڑھا۔ ہمہ با ہوا و ہوس ساختم ، دمے با مصالح نہ پرداختم " اس پر بادشاہ نے اس کو روکا کہ یہ شعر جس طرح لکھا ہوا ہے ویسے کیوں نہیں پڑھتے تو بچے نے کہا اس میں صیغہ خطاب ہے اور اس وقت مخاطب آپ ہیں۔ اس لئے اس میں سوء ادبی کا ایہام ہے۔ بادشاہ نے وزیر کو اس فرق کی طرف متوجہ کیا تو اس علم کا سبب ادب ہی تھا۔

(۴۴) فرمایا۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنے اندر دو چیزیں کسی بزرگ کی خدمت میں رہ کر پیدا کرلے اس کے بعد جو بھی خدمت اسلام کرے گا وہ مکمل ہوگی (۱) محبت اللہ تعالیٰ کی (۲) خوف و خشیت اللہ تعالیٰ کی۔ بس دونوں کے مجموعے سے عمل مکمل ہو جائے گا۔

فرمایا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں متشبہ بالصوفیہ کی بھی تعظیم کرنا چاہیئے
کیونکہ وہ اگرچہ ریاکار ہے مگر اس نے جب یہ لباس پسند کیا تو ظاہر ہے
کہ اس نے صوفیہ کرامؒ کو اچھا ہی سمجھکر ان کا سا ملبوس اختیار کیا۔ اور
اچھوں کو اچھا سمجھنا ظاہر ہے کہ قدر کی چیز ہے اسلیئے اس کی تعظیم کرنا چاہیئے
(۴۵) فرمایا۔ مجاہدہ سے اخلاق جبلیہ نہیں بدلتے البتہ مجاہدہ کے بعد
ان کے مقتضاء پر عمل کرنا یا نہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور تکرار مقاومت
سے تقاضا بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جانوروں کے امور جبلیہ بھی اس طرح
ہیں بدل جاتے ہیں۔ جیسے کلب معلم حالانکہ گوشت خوری اس کی عادت
میں ہے۔ مگر تعلیم سے وہ اس کو ترک کر دیتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف
میں ہے۔ اذا سمعتم برجل زال عن جبلتہ فلا تصدقوہ
نیچریوں کے دل میں عظمت دین نہیں ہوتی ہے اور بڑی چیز یہی ہے
چنانچہ اعمال کو اتنی اہمیت نہیں جتنی عظمت دین کو اہمیت ہے۔ اور یہ مرض
عظمت کی کمی کا متعدی ہے نیچریوں کی مجالست سے فوراً اس کا تعدیہ ہوتا
ہے۔ اور علاج اس مرض کا مجالست ہے عظمت کرنے والوں کی۔
(۴٦) فرمایا۔ اکثر لوگوں میں اہل علم کا انقیاد نہ ہونا حسد یا کبر کی
بنا پر ہوتا ہے۔ ورنہ اگر اہل علم کی بدعملی سے نفرت ہوتی ہے تو اطباء
کی بدپرہیزی سے ان سے علاج کرانا کیوں نہیں چھوڑتے۔
(۴۷) فرمایا۔ واردات غیبیہ اگر ذکر و مجلس شیخ وغیرہ میں آدیں مثلاً
رونے کو جی چاہے تو بعض مشائخ کے نزدیک ان کو ضبط نہ کرنا چاہیئے

اور بعض مشائخ کے نزدیک ان کو ضبط ہی کرنا بہتر ہے۔ پہلے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ واردات غیبیہ حق تعالیٰ شانہ کے اضیاف ہیں۔ ان کی مہمانی کا حق ادا کرنا چاہیئے اور وہ حق یہی ہے کہ ان کے موافق عمل کرے۔

(۴۸) فرمایا ضیف وہ ہے جو خاص ملاقات ہی کے لئے آوے ورنہ ابن السبیل ہے۔

(۴۹) فرمایا ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً میں یوت صیغہ مجہول سے مفہوم ہوتا ہے کہ زیادہ حصہ علم کا غیر مکتسب اور وہبی ہے اور حکمت سے مراد دین کی سمجھ ہے۔

منجد جو لغت کی کتاب ہے اس کا ذکر ہوا تو فرمایا اس کا مصنف عیسائی ہے۔ اور فرمایا کہ الفاظ ملفوظ اور نقوش مکتوبہ میں لافظ اور کاتب کے انوار یا ظلمات قلبیہ کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ اگرچہ ان الفاظ و کتاب میں نور و ظلمت کا ذکر بھی نہ ہو۔

(۵۰) نیز فرمایا بلکہ اگر سامع صاحب انوار ہے تو متکلم کے قلب پر اس کے انوار منعکس ہو کر اس کا کلام منور ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سامعین کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ مجلس میں اگر طالب حق موجود ہو تو متکلم پر بسط ہوتا ہے اور اگر مجلس میں منکر موجود ہو تو اس سے قبض ہوتا ہے جیسے بچہ طالب شیر ہے تو ماں کا یہ احسان بیشک ہے کہ بچے کو دودھ دیتی ہے۔ مگر دودھ بھی تو بچے ہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اسی واسطے اہل سماع نے شرط لگائی ہے کہ مجلس میں کوئی نا اہل نہ ہو

(۵۱) فرمایا۔ محبّت افضل ہے عقیدت سے پس بجائے عقیدت کے محبت زیادہ ہونی چاہیئے

(۵۲) فرمایا۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ اتفاق کی جڑ تواضع ہے اس لئے تکبر والوں میں کبھی اتفاق نہ ہو سکے گا۔ ہر شخص اپنی بات بڑھانا چاہے گا۔ اگر اتفاق کرنا ہو تو پہلے تواضع سکھلاؤ پھر اتفاق ہو سکیگا

(۵۳) فرمایا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا میں محط فائدہ جمیعاً نہیں ہے۔ بلکہ بحبل اللہ محط فائدہ ہے اس لئے براہ راست اتفاق کے لئے فریقین کو کہنا فضول ہے۔ بلکہ دونوں کو حق پر جمع کرنا کہ اعتصام بحبل اللہ ہے یہ اتفاق کی تدبیر ہے۔ یعنی اوّل سچے جھوٹے کی تحقیق کرکے جھوٹے کو حق کی طرف لایا جاوے اور حق والے کو کچھ نہ کہا جاوے یہ اجتماع خاص مقصود ہے نہ کہ مطلق اجتماع۔

(۵۴) فرمایا۔ محبّت وخشیت تمام شبہات ووساوس کا مانع ہے جس کی محبّت، یا جس کی عظمت دل میں ہوتی ہے اس کے احکام میں شبہات پیدا نہیں ہوتے اور اس زمانہ میں ضعف طبائع کے سبب خشیت کی نسبت محبّت زیادہ نافع ہے۔ پس حق تعالیٰ کی محبّت پیدا کرنا چاہیئے اور اس کا سہل طریق یہ ہے کہ اہل محبّت کی صحبت اختیار کی جاوے۔

(۵۵) فرمایا۔ مجھ سے ایک وکیل نے پوچھا نمازیں پانچ کیوں مقرر ہوئیں ؟ میں نے کہا تمہاری ناک منہ پر کیوں ہے پشت پر کیوں نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اگر پشت پر ہوتی تو بدزیب ہوتی۔ میں نے کہا.

بالکل غلط! اگر سب کی ناک پشت ہی پر ہوا کرتی تو ہرگز بری نہ لگتی۔ بس چپ رہ گیا۔ اس باب میں حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے کہ احکام و شرائع میں حکمتیں تلاش کرنا انکارِ نبوت کا مرادف ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر علم لدنی کے طور پر کسی کو احکام کی حکمتیں منجانب اللہ معلوم ہو جائیں تو وہ دوسری بات ہے۔ خود حکمتیں تلاش کرنا یہ بیشک مشابہ انکارِ نبوت کے ہے۔ کیونکہ اگر نبوت کا کامل اعتقاد ہے تو پھر چون و چرا کیسا۔ نیز یہ فضل خاص علم اسرار کا انقیاد سے ہوتا ہے نہ کہ تدابیر و خوض و فکر سے۔

(۵۶) فرمایا۔ وصول الی اللہ تعالیٰ تعلیم پر عمل کرنے سے ہوتا ہے بزرگوں کے تصرف سے وصول نہیں ہو سکتا۔ اور وصول الی اللہ تعالیٰ کی حقیقت یہ ہے ؎

تعلق حجاب است و بے حاصلی چو پیوند ہا بگسلی واصلی

اور یہ تعلق حق تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہو کہ دوسرے تعلق اس کے سامنے کالعدم ہو جاویں۔ اسی کو وصول کہتے ہیں۔ اور اس وصول میں ترقی بھی ہوتی رہتی ہے مثلاً محبت اللہ تعالیٰ دوسروں کی نسبت یوماً فیوماً زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح خوف اللہ تعالیٰ کا اسے دوسروں کی نسبت زاید ہوتا ہے۔ اور اس ترقی میں روزانہ نشوونما ہوتا ہے مگر محسوس نہیں ہوتا بالخصوص وہ ترقی جو شیخ کے قرب میں حاصل ہو وہ اس وقت کم محسوس ہوتی ہے لیکن شیخ سے بعد ہونے پر اس میں بیّن فرق محسوس ہوتا ہے۔

(۵۷) فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب فرماتے تھے طلب

مقصود ہے۔ وصول مقصود نہیں۔ کیونکہ انسان کا فعل طلب ہے اس لئے اس کے ساتھ قصد متعلق ہو سکتا ہے۔ باقی وصول اس کا فعل ہی نہیں اس کا قصد کیسے ہو سکتا ہے۔ ہاں بعد طلب کے وصول کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور ایک معنی مقصود کے منتہا قصد کا ہے اس معنی کر وصول ہی مقصود ہے۔

(۵۸) فرمایا۔ علوم میں صرف وہ علم مقصود ہے۔ جس کا تعلق ان اعمال سے ہو جن کو قرب میں دخل ہے۔

(۵۹) فرمایا انبساط کے آفات میں سے ہے ادلال۔ اگر یہ ادلال غیر اختیاری کے درجہ سے آگے نکلجاوے تو اس پر عتاب بھی ہو جاتا ہے۔ حدیث اسئلك شوقًا الی لقائك فی غیر ضراء مضرة ولا فتنة مضلة میں اس طرف اشارہ ہے یہاں شوق میں دو قیدیں لگائیں ایک فی غیر ضراء مضرة اس کا حاصل یہ ہے کہ جب شوق حد سے بڑھ جاتا ہے تو شدت شوق میں بھوک پیاس سب بند ہو جاتی ہے۔ جب غذا نہ ہو گی تو بدن دبلا ہو جائے گا اور امراض پیدا ہوں گے یہ ہے ضراء مضرة اور یہی خاصیت ہے شدت خوف میں بھی کہ اس سے بھوک پیاس سب بند ہو جاتی ہے اور دوسری قید ہے ولا فتنة مضلة اس کا حاصل یہ ہے کہ شوق میں جب حد سے نکل جاوے تو دین میں اختلال ہو جاتا ہے۔ اس کو فتنہ مضلہ سے تعبیر کیا گیا ہے پس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ شوق کی دعا اس حد کے

اندر ہو جس سے نہ جسم بیمار ہو اور نہ حد سے تجاوز ہو۔

(۶۰) فرمایا تحصیل اعمال ظاہر یا باطن کی تدابیر کا بتلانا یہ وظیفہ ہے معلم طریقت کا اسی طرح نبوت کا منصب بھی صرف تحصیل کی تعلیم ہے باقی تسہیل کی تدابیر بتلانا یہ محض تبرع ہے جو معلم کے ذمہ نہیں مثلاً آیہ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم میں غض بصر کا حکم یہ تحصیل کا حکم ہے جو منصب نبوت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبرعاً تسہیل کی تدبیر بھی ارشاد فرما دی کہ نکاح کرو۔ فانہ اغض للبصر واحصن للفرج مگر یہ شارح کے ذمہ نہیں۔ اسی طرح صفات سے ہیمہ کے ازالہ میں طالب کو تحصیل حکم دیا جاتا ہے۔ پس اس کو سعی کرنی چاہیئے پھر اگر سعی کے بعد بھی وہ عاجز ہو جاوے نہ کر سکے تو تسہیل کا طریق بتلانا شیوخ کی عادت اور عنایت ہے اس کے ذمہ نہیں اور چونکہ صحابہ کرامؓ میں استعداد احکام کو حاصل کرنے کی بہت کامل تھی۔ اس لئے احکام کی تحصیل کیلئے ان کو تسہیل کی تدبیر بتلانے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ بس حکم سنا اور عمل کر لیا انکے بعد استعداد کمزور ہو گئی پھر تدابیر تسہیل بتلانے کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ احیاء العلوم وغیرہ میں کبر عجب وغیرہ کے دفع کرنیکی تدابیر ایسی ہی بتلائی گئی ہیں۔ جو باعتبار اسباب مختلفہ کے مختلف ہو گئی ہیں

(۶۱) فرمایا۔ تکبر کے عدم کا اگر خیال آوے کہ میں تکبر نہیں کرتا تو وہ بھی شعبہ تکبر ہے۔ کیونکہ چمار کبھی یہ خیال نہیں کرے گا کہ میں شیخ نہیں

بگھارتا۔

(۶۲) فرمایا۔ خطرات کا خود آنا مضر نہیں ان کا لانا مضر ہے۔

(۶۳) فرمایا انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ میں صوفیہ کے نزدیک بجہالت کی قید واقعی ہے احترازی نہیں پس وہ فرماتے ہیں کہ جہالت کے بغیر کوئی گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ گناہ عمد کو بھی جہالت ہی سے صادر ہونے والا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ علم جو مقابل ہے جہل کا اس کی تعریف انکے ہاں اعتقاد جازم مطابق للواقع مع غلبہ الحال ہے اور گناہ کرنے کے وقت غلبہ حال مفقود ہوتا ہے۔ اس لئے گناہ جہل ہی سے ہوگا۔ یعنی جس وقت عقوبت گناہ کا کامل استحضار ہو اس وقت گناہ ہو ہی نہیں سکتا الزانی وہو مومن میں ایمان کی نفی اسی حال کی نفی ہے پس غلبہ حال ہی سے گناہ سے رک سکتے ہیں۔ اور یہ شبہ کہ یہ غلبہ حال اختیاری چیز نہیں اس طرح مدفوع ہے کہ یہ غلبہ تکرار مراقبہ اور استحضار سے حاصل ہو جاتا ہے اور تکرار استحضار اختیاری ہے۔ پس اس سے جو حال پیدا ہو وہ بھی اختیاری ہے جیسا ابصار (فتح عین) تو اختیاری ہے اور نظر آنا فی نفسہ غیر اختیاری ہے۔ مگر فتح العین اس کا سبب جو کہ اختیاری ہے اس لئے ابصار کو بھی اختیاری کہا جا سکتا ہے۔

(۶۴) فرمایا۔ مجاہدہ معالجہ ہے وہ مقصود بالذات نہیں اس کو مقصود بالذات سمجھنا یہ رہبانیت ہے۔ پس راہب وہ ہے جو ان معالجات کو قربات سمجھے۔ باقی جو معالجہ کو معالجہ سمجھے وہ راہب نہیں زاہد ہے۔

(۶۵) فرمایا۔ مسئلہ تقدیر پر شبہ کرنا خاص اسلام پر اعتراض نہیں کیونکہ یہ مسئلہ تو عقلی ہے اگر دنیا میں کوئی مذہب نہ ہو تب بھی عقلی دلائل سے ہر مذہب پر صانع عالم کو کامل ماننا پڑے گا اور اس کے کمال کا اقرار ضرورۃً صانع کے لئے ارادہ اور علم ثابت کرتا ہے۔ پس جب صانع کو کل مصنوعات کا ان دونوں کا علم ہوگا تو علم اور معلوم میں مطابقت بھی ضرور تسلیم کرنی پڑے گی۔ خواہ یہ عنوان ہو کہ علم مطابق معلوم ہے یا یہ عنوان ہو کہ معلوم مطابق علم ہے بہر صورت مطابقت ضرور تسلیم کرنی پڑے گی۔ اسی طرح ارادہ میں مختار ماننا ہوگا۔ اور یہی تقدیر ہے۔ پس اس اعتراض کا جواب کل عقلاء کے ذمہ ہے صرف اسلام ہی سے یہ مطالبہ کیوں رکھا جاتا ہے۔

(۶۶) فرمایا۔ جب تک کامل محبت اللہ تعالیٰ سے نہ ہو اس وقت تک توحید اصطلاحی کا مراقبہ نہ کرنا چاہیئے۔

(۶۷) فرمایا۔ اس زمانہ میں قلوب خوف کے متحمل نہیں ہیں اس لئے میری کوشش یہی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا ہو جاوے

(۶۸) فرمایا۔ انسان کے ہر فعل کا خالق تو حق تعالیٰ ہے لیکن کاسب تو انسان ہی ہے۔ یہی مراد ہے حافظؒ کے اس شعر کی سے

گناہ اگرچہ نہ بود اختیار ما حافظ (یعنی اختیار خالقانہ)
تو در طریق ادب کوش گو گناہ من است (یعنی اسناد کاسبانہ

پس جبر کا اشکال نہ رہا)۔

(٦٩) فرمایا خلق قبیح قبیح نہیں۔ اس لئے کہ اس میں حکمت ہے گو ہمیں معلوم نہ ہو۔ اور کسب قبیح میں کوئی حکمت نہیں۔ اس لئے وہ مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا اثبات باطل ہے۔ سیر کی کتابوں میں ہے کہ شیطان نے عذر کیا۔ میں نے جو سجدہ نہیں کیا اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں نے تو تقدیر کی موافقت کی۔ حکم ہوا کہ تیرا یہ انکار سجدہ موافقت تقدیر کے علم کے بعد تھا یا اپنی شرارت سے تھا۔ اس طرح جملہ افعال جن کا کسب قبیح ہے ان کا اکتساب بہ نیت موافقت تقدیر کے نہیں ہوتا بلکہ شرارت نفس سے ہوتا ہے۔ اس لئے تقدیر کی آڑ بالکل غلط ہے۔

(٧٠) فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ نے کہ مراقبہ توحید اصطلاحی کو محققین نے اس زمانہ میں ممنوع فرمایا ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے تصرفات کا استحضار ہوتا ہے۔ اور تصرفات الٰہیہ نافع بھی ہیں ضار بھی ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ سے محبت کم ہوگی جیسا اس وقت غالب ہے تو استحضار تصرفات ضارہ سے ناگواری ہوگی۔ مثلاً بیوی بچے کے مرنے کے متعلق کا تصرف جب مستحضر کیا جاوے گا۔ تو محبت کی کمی کے سبب اس سے اللہ تعالےٰ سے بغض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا یہ مراقبہ ناقص المحبت کو نقصان دیتا ہے۔ اور جس پر توحید غالب نہ ہوگی وہ ان حوادث کو اسباب کی طرف منسوب کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے اس کو انقباض نہ ہوگا۔ چنانچہ مثنوی شریف میں اس کے متعلق قصہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا جسد بنانے کے واسطے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام کو علی الترتیب مٹی لانیکے

واسطے بھیجا گیا. زمین رونے لگی. جبرئیل ومیکائیل و اسرافیل علیہم السلام کو زمین پر رحم آیا وہ مٹی نہ لا سکے عزرائیل علیہ السلام نے مٹی اٹھا کر حاضر کر دی تو جان نکالنے کے لئے بھی انھیں کو مقرر کیا گیا. عزرائیل علیہ السلام نے عذر کیا کہ مجھے سب لوگ مبغوض سمجھیں گے . فرمایا نہیں تم کو کوئی برا نہ سمجھے گا کیونکہ بنی آدم دو قسم ہوں گے اہل حقیقت اور اہل ظاہر اہل حقیقت تو مجھے فاعل سمجھیں گے تمہاری طرف نظر نہ کریں گے ۔ اور اہل ظاہر امراض کی طرف نسبت کریں گے کہ فلاں شخص ہیضہ سے مرا فلاں طاعون سے مرا تمہارا کوئی نام تک نہ لیگا. چنانچہ یہی ہو رہا ہے. کسی غلطی سے ذریع موت پر اس کی نسبت طبیب کی طرف یا دوا کی طرف کرنا عوام کے لئے اہون ہے بہ نسبت اللہ کی طرف کے. کیونکہ اس میں اللہ سے بغض پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

(۱۷) فرمایا. حضرت حاجی صاحب ایک بار یہ مضمون فرما رہے تھے کہ بلا بھی نعمت ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے جس کا ہاتھ کسی زخم سے گل گیا تھا. حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی اس وقت میرے جی میں آیا کہ اس وقت دعا فرما دیں گے تو تکلیف کو نعمت فرمانے سے رجوع فرما دیں گے . کیونکہ نعمت سمجھتے ہوئے نعمت کے زوال کو دعا کیسے فرما دیں گے اور اگر دعا نہ فرمائی تو مقام شیخت کے خلاف ہے کیونکہ شیخ کا مقام یہ ہے کہ طالب کے مقام پر تنزل کر کے اس کے مقام میں آکر اس کے ساتھ معاملہ کرے ۔ نہ کہ اس کو اپنے مقام میں لیجا وے. جیسا کہ میزان پڑھانے وقت استاد میزان کے صیغوں میں

اثر آتا ہے نہ کہ طالب علم کو شرح جامی کی طرف کھینچے کیونکہ اس کو نزول آسان اور طالب کو عروج مشکل ہے۔ مگر اس خطرہ کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے نزول فرما کر اس کے لئے دعا فرمائی اور عجیب دعا فرمائی جس سے میرا شبہ بالکل رفع ہو گیا۔ اور مضمون دعا یہ تھا۔

اے اللہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ بلا بھی نعمت ہے مگر ہم اپنے ضعف کی وجہ سے اس نعمت کا تحمل نہیں کر سکتے۔ اے اللہ تو اس نعمت کو نعمت صحت سے مبدل فرما دے۔ اور بعض نعمتوں کا عدم تحمل کچھ بعید نہیں دیکھئے پیچش کے مریض کو کباب جو واقعہ میں نعمت ہے مگر مضر ہے ایسا مریض اس کے نعمت ہونے کا انکار نہیں کر سکتا مگر وہ اس کے ہضم پر قدرت نہیں رکھتا۔

(۳۷) اسی طرح ایک بوڑھے سے حضرت حاجی صاحبؒ کی عجیب گفتگو ہوئی۔ اس نے حضرت سے درخواست کی کہ میری بیوی سخت بیمار ہے اس کے مر جانے کا خطرہ ہے۔ دعا فرما دیجئے کہ اچھی ہو جاوے تو حضرت نے فرمایا عجیب بات ہے ایک قیدی جیل خانہ سے رہا ہوتا ہے دوسرا اس بے چارے کے لئے روتا ہے کہ ہائے یہ کیوں رہا ہو رہا ہے۔ سائل نے پھر کہا حضرت میرا تو اس کے سوا کوئی روٹی پکانے والا بھی نہیں ہے فرمایا ہاں بھائی تیرے پیدا ہونے کے ساتھ ہی تو روٹیاں پکانی آئی تھی اس کے بعد ہی سائل نے کہا حضرت فلاں شخص نے مجھے حج کرانے کا وعدہ کیا تھا اب وہ انکار کر رہا ہے اس پر حضرت نے غصہ کے لہجہ میں فرمایا ہمارے سامنے شرک کی باتیں مت کر غیر اللہ پر کیوں نظر رکھی

(۳۸) فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ سے ایک شخص نے اپنی بیماری کی

شکایت کی اور کہا مجھے اس کا افسوس اور قلق ہے کہ میں بیماری کی وجہ سے حرم شریف میں نماز پڑھنے سے محروم رہا۔ اس پر حضرت نے حاضرین سے فرمایا اگر یہ عارف ہوتا تو شکایت نہ کرتا۔ کیونکہ جیسے حرم میں نماز پڑھنا ایک طریق ہے قرب کا اسی طرح بیمار ہو جانا۔ اور اس پر صبر کی توفیق ہونا یہ بھی ایک طریق ہے قرب کا۔ چنانچہ تندرست کے لئے قرب و وصول کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حرم شریف میں جا کر نماز پڑھے اور اسے ایک لاکھ رکعت کا ثواب ہو اور بیمار کے لئے یہ طریقہ ہے کہ وہ بستر مرگ پر وہیں نماز پڑھتا رہے اور حسرت و قلق کے ساتھ اس پر صبر کر کے ثواب حاصل کرتا رہے۔ پس بندہ کو کوئی حق نہیں کہ خود کوئی معین راستہ تجویز کرے کہ میں تو اللہ تعالیٰ تک اسی فلاں خاص راستے سے وصول کو اختیار کروں گا۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا وصول صبر و حسرت و قلق کے طریقہ سے منظور ہو۔

(۷۴) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھ کو آپ سے ایسا ایسا نفع پہنچا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ فائدہ جو آپ لوگوں کو مجھ سے پہنچ رہا ہے درحقیقت یہ سب علوم آپ لوگوں کے اندر موجود تھے۔ میری تعلیم سے ان کا ظہور ہو جاتا ہے۔ اس سے زیادہ میرا کوئی دخل نہیں بلکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی کا بھیجا ہوا کوئی نائی ہمارے لئے کھانا لایا اور اس کو خود خبر نہیں کہ کیا کیا کھانا ہے ہم نے اس میں سے ایک رکابی اٹھا کر اس کو بھی دیدی۔ اسی طرح سب

چیزیں تم ہی لانے ہو۔ میں اس میں سے کچھ تم پر ظاہر کر دیتا ہوں اس کے بعد مقتضائے مشیخت کی اقتضاء سے فرمایا کہ تحقیق تو یہی ہے مگر تم کو ایسا نہ سمجھنا چاہیئے اگر تم ایسا سمجھو گے تو واسطۂ فیض سے استغناء تمہارے اندر پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

(۷۵) فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ سائلین سے گھبرانا نہ چاہیئے یہ آخرت تک ہمارا بوجھ اٹھا کر لیجا رہے ہیں۔ چنانچہ فرض کیا جاوے کہ اگر جملہ مساکین اتفاق کر کے صدقات نہ لیویں تو ہمارے صدقات آخرت تک کون لیجاوے۔

(۷۶) فرمایا شغل انحد[۱] کو شغل سرمدی بھی کہتے ہیں وہ دراصل ہندو جوگیوں سے صوفیہ نے لیا ہے۔ مقصود اس سے صرف جمعیت خاطر ہے کیونکہ اس میں ایک طبعی آواز پیدا ہوتی ہے جو حقیقت میں کانوں کی ہوا متموج ہو کر ایک صوت کی شکل مسموع ہوتی ہے۔ اور مستمر رہتی ہے ذاکر اس کی طرف مشغول ہو کر ذکر کرتا رہتا ہے۔ اس صوت سے ایک لذت حاصل ہوتی ہے اور اس لذت سے خطرات کم ہو جاتے ہیں اس استمرار سے اس کو صوت سرمدی کہتے ہیں اور یہ صوت مسموع ملکوتی نہیں جیسا کہ بعض صوفیہ کو دھوکا ہو گیا ہے۔ بلکہ ناسوتی ہے۔ اور یہ لفظ انحد اصل میں ہندی سے لیا ہے۔ اناوی سے بگڑا ہوا ہے اس کے معنی ازلی ہیں مگر یہ صوت سرمدی ازلی نہیں ہے ہاں بوجہ عدم انقطاع فی المستقبل مشابہ ابدی کے ضرور ہے

---

[۱] انحد کے معنی مشہور بیحد ہیں جو صحیح نہیں ذکر انحد کی ترکیب قصد السبیل میں مذکور ہے ۱۲

اگرچہ وہ عدم انقطاع بھی محدود ہے۔ بعض غیر محقق صوفیہ تو اس کو معاذ اللہ حق تعالیٰ کی آواز خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ بعضوں نے اپنی کتاب میں اس کی تصریح کر دی ہے حالانکہ یہ امر ثابت ہے کہ حق تعالیٰ صوت سے منزہ ہے۔ جیسا شیخ فرید الدین عطارؒ نے فرمایا ہے ؎

قول اور الحن سنے آواز نے

داراشکوہ بھی ایسے ہی اعتقادات رکھتا تھا اور جاہل تھا حتیٰ کہ کافر فقیروں کا بھی معتقد تھا۔ اورنگ زیب نے اس کے بادشاہ ہونے کو مضر فی الدین سمجھ کر مقابلہ کیا۔ استطراداً سرمد کا قصہ بھی فرمایا اور یہ فرمایا کہ سرمد کا کلام پاکیزہ و عارفانہ وزاہدانہ وعاشقانہ ہے۔ مشہور ہے کہ عالمگیر کے وقت میں بالکل عریاں رہا کرتے تھے اکثر لوگوں کے خیال میں یہ صاحب کشف و کرامات ہیں اور بعض لوگ ان کو کسی دوسرے ملک کا جاسوس خیال کرتے تھے۔ چنانچہ عالمگیرؒ نے سرمدؒ کو تہدیداً لکھا کہ تم لباس کیوں نہیں پہنتے انھوں نے جواب لکھا ؎

آنکس کہ ترا تاج جہاں بانی داد مارا ہمہ اسباب پریشانی داد
پوشاند لباس ہر کہ را عیبے دید بے عیباں را لباس عریانی داد

پھر عالمگیرؒ نے اپنے ایک امیر کو تفتیش کے لئے مقرر کیا۔ اس نے اپنی رپورٹ کا خلاصہ نظم میں لکھ کر عالمگیر کے روبرو پیش کیا ؎

بر سرمد برہنہ کرامات تہمت است کشفیکہ ظاہر است ازو کشف عورت است

ایسی حالت میں سیاست جاری کرنے میں عالمگیر معذور تھے۔

(۷۷) فرمایا کہ سرمد کے کلام میں سے یہ رباعی بھی مشہور ہے جو زاہدانہ ہے ؎

منعم کہ کباب می خورد می گذرد		در بادہ ناب می خورد می گذرد

سرمد کہ بہ کاسہ گدائی نان را		تر کردہ بآب می خورد می گذرد

(۷۸) فرمایا۔ سرمد کے کلام میں سے یہ رباعی بھی ہے جو حکیمانہ ہے ؎

سرمد گلہ اختصار می باید کرد		یک کار ازیں دو کار می باید کرد

یا تن برضائے دوست می باید داد		یا قطع نظر زیار می باید کرد

ایک اور رباعی ہے جو عاشقانہ ہے ؎

سرمد غم عشق بو الہوس را ندہند		سوز دل پروانہ مگس را ندہند

عمرے باید کہ یار آید بکنار		ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

(۷۹) فرمایا۔ مولانا غوث علی شاہ صاحب پانی پتی اپنے پیر کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک مقام پر گذر ہوا وہاں ایک جاہل فقیر اپنے آپ کو خدا کہتا تھا۔ ان کے پیر نے کہا ایسے شخص کی اصلاح ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مگر شاہ صاحب اس کے پاس گئے اور اس کی بہت تعظیم کی اور کہا ہم کو کیا معلوم تھا کہ آپ یہاں ہیں۔ ہم نے تو سنا تھا کہ آپ عرش پر ہیں۔ بھلا وہاں کیونکر تلاش کرتے۔ پھر قرآن شریف کی کسی آیت کی تفسیر پوچھی۔ اس نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا عجیب ہے قرآن تو آپ نے ہی نازل کیا آپ ہی کی تصنیف ہے۔ پھر اس کے کیا معنی کہ آپ پڑھے ہوئے نہیں۔ پھر کہا کہ میں کچھ نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں وہ بہت خوش ہوا۔ انھوں نے سوکھے ہوئے ٹکڑے اس کے آگے رکھ دیئے۔ وہ فقیر غصے ہونے لگا تو

فرمایا اجی آپ ہی تو ہمارے رازق ہیں جو کچھ آپ نے ہم کو رزق دیا اسی میں سے ہم نے آپ کو دیدیا۔ آپ خفا کیوں ہوتے ہیں۔ الحاصل وہ بہت شرمندہ ہوا۔ اور اسی بحث کے بعد اس نے توبہ کی۔

(۸۰) فرمایا۔ اسی طرح ایک دفعہ ان ہی شاہ غوث علی صاحب کا گذر ایسے ہی جاہل فقیر پر ہوا جو مولانا نیاز احمد صاحب کا مرید تھا مگر اپنے آپ کو خدا کہتا تھا۔ یعنی جاہلانہ ہمہ اوست کا قائل تھا۔ اس کے پاس تشریف لے گئے اس کو کہا ہم کو توجہ دو۔ جب وہ متوجہ ہوا تو فرمایا۔ سبحان اللہ! کیا توجہ ہے۔ آپ تو بعینہٖ مولانا نیاز احمد صاحب معلوم ہوتے ہیں کہنے لگا توبہ توبہ کہاں میں کہاں مولانا نیاز احمد۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ نامعقول خدا بننے کو تو تیار اور مولانا نیاز احمد بننے سے انکار اس تنبیہ سے وہ تائب ہوا

(۸۱) فرمایا صوفیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال مقتضی ہے ظہور کو اور یہ ظہور تخلیق عالم سے ہوا۔ اور یہ ظہور للغیر ہے۔ ورنہ ظہور فی نفسہ تو پہلے بھی تھا۔ بعض جاہل صوفیہ اس اقتضاء کے معنی اضطرار سمجھ گئے جیسا کہ حکماء علت موجبہ کے قائل ہیں۔

(۸۲) فرمایا۔ بزرگوں نے قبض کو بہ نسبت بسط کے انفع کہا ہے کیونکہ اس میں دعوی کمال وغیرہ سب شکستہ ہو جاتا ہے۔ اور سہ

جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

غرضکہ قبض بھی بیحد مفید ہے۔

فرمایا۔ مولانا غوث علی شاہ صاحب کے روبرو کسی نے کسی کو دعا دی کہ

ایمان کی سلامتی عاقبت بخیر۔ کہنے لگے اس کا مطلب بھی سمجھتے ہو ایمان کی سلامتی تو یہ ہے کہ دونوں وقت روٹی مل جائے۔ اور عاقبت بخیر یہ ہے کہ پاخانہ کھل کر ہو جاوے۔ مطلب یہ کہ ہمارے قلوب ضعیف ہیں۔ راحت اور صحت ہی میں ہمارا دین بھی محفوظ رہتا ہے۔

(۸۳) فرمایا معجزات اسباب طبیعہ سے نہیں ہوتے ہاں کبھی کسی حکمت سے اسباب طبیعہ کے پردہ میں ظاہر ہوتے ہیں جیسے بعض اوقات کھانے کا زیادہ ہونا۔ اس طرح واقع ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روٹیاں توڑ کر ان کے مختلف ٹکڑے بنائے تاکہ عدد میں ابہام پیدا ہو جائے اس کے بعد زیادت ہو گئی۔ اسی طرح نبع الماء عن الاصابع کے معجزہ میں انگلیاں مبارک پانی میں ڈبو دیں لیکن پہلے پانی تلاش کروایا جو بہت اہتمام سے لایا گیا۔ بغیر اس پانی کے انگشتان مبارک سے پانی نکلنے کا ظہور نہیں ہوا جب اس پانی میں دست مبارک رکھا تو پانی نکلنا شروع ہو گیا۔ اور دراصل یہ پانی جو تھوڑا تھا زیادہ ہو گیا اور خود انگلیوں سے نکلنے کی کوئی دلیل نہیں۔ ہاں دست مبارک کی برکت سے اس قلیل پانی میں زیادت ہو گئی۔ اور بعض فلسفیوں نے جو یہ صورت سمجھی ہے کہ پانی میں اس قدر برودت پیدا ہو گئی تھی کہ اس کے آس پاس کی ہوا ٹھنڈی ہو کر اس میں لگ لگ کر پانی بن جاتی تھی۔ اس سے معجزہ بالکل حقیقت سے نکل جاتا ہے۔ اور یہ سارا قصہ بھی اسباب طبیعہ میں داخل ہوا جاتا ہے

(۸۴) فرمایا کہ ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کو وہ معجزہ دے کر

بھیجا گیا جس کی جنس کا شیوع اس زمانہ میں زیادہ تھا جیسے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سحر کا زور تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا زور تھا۔ سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں سلطنت کا زور تھا اسی لئے سلیمان علیہ السلام نے دعا مانگی رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یہ دعا طلب معجزہ ہے کیونکہ معجزہ میں دوسرے کی شرکت نہیں ہوتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں فصاحت و بلاغت زوروں پر تھی۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود امی ہونے کے فصاحت کا معجزہ دیا گیا۔

(۸۵) فرمایا۔ معراج جسمانی کی دلیل تو پیش کی جاسکتی ہے۔ لیکن آجکل کے اصول جہالت میں دلیل کے معنے نظیر کے ہوگئے۔ پس اس اصول پر واقعہ معراج کی دلیل یہ ہے کہ ایسا ہی کوئی دوسرا واقعہ پیش کیا جاوے مگر یہ جہل محض ہے کیونکہ آیا وہ نظیر بھی اپنے ثبوت میں کسی دوسری نظیر کا محتاج ہوگا یا نہیں اگر ہوگا تو یہ تسلسل کو مستلزم ہے اگر محتاج نہیں تو پھر واقعہ معراج نظیر کا کیوں محتاج ہے۔

(۸۶) فرمایا۔ مولوی عبد اللہ سندھی نے مجھ سے مولوی شبلی نعمانی کا قول نقل کیا کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ قوم کو دینی نفع وہ پہنچا سکتا ہے جس میں تقدس ہو اور ہم تقدس کہاں سے لادیں۔ اس پر فرمایا کہ تقدس تو اپنے ہی اندر ہے۔ باہر سے لانے کی چیز نہیں ؎

یک سبد پر ناں ترا بر فرق سر   تو ہمی جوئی لب ناں در بدر

تابرانیئے میاں قعرآب — وزعطش وزجوع گشتی خراب

پھر فرمایا کہ تقدس کے لفظ کو چھوڑ دو اس میں خفا بھی ہے نیز یہ نیچریوں کا لفظ ہے اس کو تعلق مع اللہ سے تعبیر کرو۔ پس اگر تعلق مع اللہ کسی کو حاصل ہو تو آفتاب کی طرح خود بخود اس سے ضیا پاشی ہوتی ہے۔ قصد کرے یا نہ کرے چنانچہ جلسوں اور انجمنوں سے وہ خدمت اسلام کی نہیں جو ہمارے حضرات سے ہوئی۔

(۸۷) فرمایا کہ علیگڈھ کا پرنسپل ایک انگریز کرنل تھا اس نے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں لکھتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام زیادہ تر تاجروں سے پھیلا یا صوفیہ سے پھیلا۔ یہ قول تو اس کا حق ہے مگر وہ اس میں بھی دھوکا دینا چاہتا ہے کہ اسلام سے جہاد کو اڑانا چاہتا ہے۔ ہاں یہ مسلم ہے کہ اسلام برکت سے بھی پھیلا۔ مگر حرکت سے بھی پھیلا۔ اس پر فرمایا لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو فلاں بزرگ کیسے حلیم تھے تم سختی کیوں کرتے ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں برکت تھی اس سے کام چلاتے تھے۔ مجھ میں برکت ہے نہیں اسلئے حرکت کرنا پڑتی ہے۔ اس کو لوگ سختی خیال کرتے ہیں۔ پھر برکت کی مثال میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ سے مکہ معظمہ میں ایک شخص بیعت ہوئے اور دو شرطیں کرلیں ایک تو یہ کہ نماز نہ پڑھوں گا۔ دوم یہ کہ ناچ دیکھنا نہ چھوڑوں گا۔ حضرت نے فرمایا ہم ایک چھوٹا سا وظیفہ تمہیں بتلا دیں گے وہ پڑھتے رہنا اور تمہاری شرطیں منظور ہیں۔ چنانچہ بیعت کے بعد جب پہلی نماز کا وقت ہوا تو ان کے اعضاء وضو میں سختی سے خارش شروع ہوئی کسی دوا سے آرام نہ ہوا آخر ٹھنڈا پانی لگانے سے کچھ سکون ہوا۔ اس طرح اس کا وضو تو

ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے خیال کیا وضو تو ہو ہی گیا چلو نماز بھی پڑھ لو چنانچہ نماز پڑھنے سے بقیہ خارش بھی رفع ہو گئی۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت خارش ہوتی۔ وضو و نماز کے بعد سکون ہوتا۔ تب سمجھا کہ یہ حضرت کا تصرف ہے پھر پختہ نمازی ہو گیا۔ اس کے بعد خود ناچ دیکھنا بھی چھوڑ دیا۔ فرمایا۔ اگر کسی میں ایسی برکت ہو تو اس کو حرکت کی ضرورت نہیں ورنہ زیادہ تو حرکت ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی لئے بعض حالات میں جہاد کی ضرورت پڑتی ہے۔ بلکہ اکثر برکت کی قابلیت بھی حرکت ہی سے پیدا ہوتی ہے اور اسی سلسلہ میں فرمایا کہ جہاد کی غرض یہ ہے کہ کل ادیان پر اسلام کا غلبہ ہو خواہ مقابل کے اسلام سے خواہ استسلام سے جس کی صورت جزیہ ہے باقی یہ مقصود نہیں کہ سب کو مسلمان ہی کیا جاوے۔ اور غلبہ اس لئے مقصود ہے کہ اسلام کا کوئی مزاحم نہ ہو اس پر اگر کسی کو شبہ ہو کہ عدم مزاحمت تو صلح سے بھی ہو سکتی ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ اس صلح کا بقا بھی تو غلبہ ہی پر موقوف ہے۔ ورنہ دوسرا جب چاہے صلح توڑ دے پھر مزاحمت کا احتمال عود کر آوے گا۔ ویکون الدین کلہ للہ سے یہی مراد ہے۔ اور جہاد کی یہ غرض مدافعانہ جہاد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ اور دنیا کا ہر بادشاہ جب اپنا ہی غلبہ چاہتا ہے تو اسلام پر کیا اعتراض ہے۔

(۸۸) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے تھے ملکات سب محمود ہیں۔ جب اپنے محل میں ہوں۔ خواہ بظاہر رذیلہ ہی ہوں۔ جیسے سب محمود ہیں۔ پس ملکات رذیلہ کا ازالہ ضروری نہیں بلکہ ان کا امالہ کافی ہے۔ حتیٰ کہ بخل غصہ

وغیرہ ان کے افعال مقتضیہ کو تو ذم سے موصوف کر سکتے ہیں باقی خود ملکہ بخل وغضب وغیرہ محمود ہیں۔ جب اپنے صحیح مصرف میں استعمال ہوں اس کی مثال ایسی ہے جیسے ریل کے انجن کی سٹیم اگر انجن اڑا چلے تو نقصان دیتا ہے اور اگر چلانے والا کامل ہو تو اس کو بجائے ازالہ کے امالہ کرے تو وہی سٹیم بہت مفید ثابت ہوگا۔ پس وہی غضب وبخل وغیرہ اگر طاعت میں صرف ہوں تو محمود ہیں۔ ورنہ مذموم۔ چنانچہ جہاد میں قوت غضبیہ ہی بڑی معین ہے۔ اگر سب لوگ اس کا ازالہ کر دیں تو جہاد کیسے ہو۔ اسی طرح عشق مجازی والے کا عشق دور نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس کو عشق حقیقی کی طرف مائل کر دینا چاہیئے۔ جس کا طریق یہ ہے کہ محبوب مجازی سے عاشق کسی قسم کا انتفاع حاصل نہ کرے نہ اس کو دیکھے نہ اس کا تصور کرے نہ اس کی بات سنے۔ غرض ادھر سے بالکلیہ توجہ چھڑا دی جاوے تو آگ تو لگی ہوئی ہے اور طبیعت حقانی کی طرف فطرۃً مائل ہے۔ خود بخود اس میں عشق حقیقی جوش زن ہو جائے گا۔

(۸۹) فرمایا بخل عرفاً زیادہ مذموم ہے مگر عقلاً اسراف زیادہ مذموم ہے ہم نے بخیلوں کو مرتد ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ البتہ مسرفوں کو دیکھا ہے کہ مرتد ہو گئے۔ کیونکہ عادت زیادہ خرچ کرنے کی ہوتی ہے جب خرچ پورا نہیں ہوتا تو ہر بات پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بخلاف ممسکے کہ اس کو مال سنبھالکر خرچ کرنے کی عادت ہوتی ہے وہ زیادہ تنگی میں مبتلا نہیں ہوتا۔

(۹۰) فرمایا اخلاق ذمیمہ حسد حقد غصہ وغیرہ درجہ داعیہ میں مذموم نہیں بلکہ ان کا مقتضا مذموم ہے۔ اور اس داعیہ کی بیخ کنی تو مدتوں کے مجاہدوں سے

ہوتی ہے۔اس لئے اصولاً یہ طریق کہ اس کے مقتضی پر عمل نہ کیا جاوے بالکل کافی ہے۔ اور کلی طور پر بہت سہل ہے۔ البتہ مگر اس کی جزئیات پر عمل کرنا بدون شیخ کی تعلیمی امداد کے نہیں ہو سکتا۔

(۹۱) فرمایا۔ نفس ورع سے بہت گھبراتا ہے کیونکہ ورع کی حقیقت ہے ترک گنہ اس میں کسی کو دکھلاوہ ہو نہیں سکتا۔

(۹۲) فرمایا۔ ابو القاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ عورتوں سے اور نوجوانوں سے اختلاط کرنا اور عورتوں سے نرم نرم باتیں کرنا طریقت کا راہزن ہے۔

(۹۳) فرمایا۔ لواطت کے بارے میں شامی نے لکھا ہے قوم ینظرون قوم یلبسون وقوم یفعلون۔ لیکن میں کہتا ہوں وقوم یجلسون بعض کو صرف مجالست وقرب مکانی ہی سے لذت ہوتی ہے بدون نظر ولمس کے۔

(۹۴) فرمایا کہ بعض اکابر نے لکھا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ مردود کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو اَحداث (نوعمروں) کی محبت میں مبتلا کر دیتے ہیں یعنی بے احتیاطی کے ساتھ۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو یہ محبت اضطراراً و اتفاقاً پیدا ہو جاوے اور وہ تقویٰ و احتیاط کو نہ چھوڑے تو اس کے حدیث شریف میں یہ فضیلت آئی ہے۔ من عشق فعف فکتم فمات فھو شھید اور شہادت کا اجر اس لئے ہے کہ عفاف وکتمان ایک مجاہدہ شدیدہ ہیں اور ان کا مجاہدہ ہونا ظاہر ہے۔ اور کتمان عشق علاوہ مجاہدہ ہونے کے اس لئے بھی موجب اجر ہے کہ کتمان سے معشوق کی رسوائی نہیں ہوتی۔

(۹۵) فرمایا عشق مجازی سے حقیقی کی طرف منتقل ہونے کے لئے خاص

شرائط ہیں ان کے بغیر اس سے انتقال ناممکن ہے۔ ان شرائط کا حاصل یہ ہے کہ عاشق مجازی مدارج عشق میں اتنا کامل ہو جائے کہ
صورت محبوب خیال محبوب تذکرہ محبوب سے بالکل خالی اور صاف رہے تب وہ عشق حقیقت تک پہنچتا ہے۔ اگر وہ ایسی عشق کی حالت میں مرجاوے تو شہادت کا وعدہ ہے۔

(۹۶) فرمایا عادۃً جو عورتیں پھوہڑ ہوتی ہیں وہ اکثر عفیف ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی امور کے متعلق فرماتے ہیں فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً

(۹۷) فرمایا۔ بعض دفعہ ابتدا نظر میں شہوت نہیں ہوتی۔ جب نظر ممتد ہو جاتی ہے تو وہ حالت باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح لمس وغیرہ میں بعض اوقات کسی لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھنے کے وقت شہوت نہ تھی پھر شہوت ہو جاتی ہے اسی طرح سماع میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب سماع شروع ہوا تو شرائط سماع موجود تھے اور سماع سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ اب شرائط باقی ہیں۔ حالانکہ بعض شرائط خفیہ مرتفع ہو چکے تھے۔ بعض اوقات کسی کو خاص لباس میں دیکھکر میلان پیدا ہوتا ہے پھر وہ ممتد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ لباس بھی اتر جائے۔ اس لئے میلان کے اسباب بعیدہ سے بھی پرہیز چاہیئے خصوص ذاکر شاغل آدمی کی لطافت ادراک زیادہ ہوتی ہے۔ وہ بہت جلدی اس سے متاثر ہوتا ہے۔

(۹۸) فرمایا بوڑھے لوگوں کو عموماً ضعیف سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ بعض میں

دوسرے قوی کے ساتھ ساتھ اس عمر میں عفت بھی کم ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ بوڑھے کو ہیجان تو ہوتا نہیں صرف میلان ہوتا ہے وہ اس میلان کو شہوت نہیں سمجھتا اس لئے وہ نظر بد میں مبتلا رہو جاتا ہے۔ بخلاف نوجوانوں کے ان میں تقوی کی بھی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ نیز ان کو ہیجان شہوت کے دفع وضبط کرنے سے ایک قسم کی لذت بھی حاصل ہوتی ہے اور وہ معین ہوتی ہے ضبط میں اور بوڑھوں میں چونکہ قوی ہیجان نہیں ہے اس لئے اس کے ضبط میں ان کو خاص لذت بھی حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ معین سے محروم ہیں۔ نیز بوجہ تجربہ کے دقائق حسن کا ادراک بھی بہ نسبت جوانوں کے بوڑھوں کو زیادہ ہوتا ہے اور اپنے نفس پر ان کو اعتماد ہوتا ہے اس لئے وہ نظر بد سے کم بچتے ہیں

(۹۹) فرمایا۔ بعض سالکوں کو ابتدا ر سلوک میں جو انوار وغیرہ مشاہد ہوتے ہیں ان کے متعلق حضرت جنید فرماتے ہیں تلک خیالات تربی بھا اطفال الطریقۃ جیسے بچہ کو ابتدار تعلیم میں ترغیب کے لئے شیرینی وغیرہ دیجاتی ہے تاکہ مانوس ہو جاوے پھر بعد دلچسپی کے نہیں دی جاتی۔

(۱۰۰) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا جس امر میں صوفیہ وفقہار کا اختلاف ہو اگر وہ افعال ظاہرہ میں سے ہو تو فقہار کا قول لینا ہوں۔ اگر افعال باطنہ میں سے ہو تو صوفیہ کا قول لیتا ہوں یعنی جن امور سے فقہار نے تعرض نہیں کیا۔

(۱۰۱) فرمایا۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے ایک بزرگ کا قول نقل فرمایا کسی نے ان سے کہا فلاں شخص ریار سے ذکر کرتا ہے۔ فرمایا کہ تم تو اتنا بھی نہیں کرتے قیامت کے روز اس کے لئے یہی ذکر ٹمٹماتا ہوا چراغ بن کر رہبری کرے گا اور تم تاریکی ہی میں رہ جاؤ گے۔

اور حضرت حاجی صاحبؒ نے یہ بھی فرمایا کہ ریا اوّل اول ریا ہوتی ہے۔ پھر عادت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد عبادت ہو جاتی ہے۔

(۱۰۲) حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ نفس بعض اوقات ریار کے بہانہ سے ذکر سے روکتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس وقت یہ کہہ دے کہ ذکر تو جہر سے ہی کروں گا۔ اور ریار کا جو اس میں احتمال ہے اگر وہ واقع ہو گئی اور اس سے توبہ کر لوں گا۔

(۱۰۳) فرمایا کہ نفس بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے بھی ریا کرتا ہے صورت اس کی یہ ہے کہ اولاً تو لوگوں کے سامنے۔ مثلاً لمبی نماز پڑھتا ہے۔ اور خلوت میں چھوٹی پھر اس ریار کے الزام سے بچنے کے لئے خلوت میں بھی لمبی نماز اس نیت سے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یوں نہ فرمادیں کہ لوگوں کے سامنے تو لمبی نماز پڑھتا ہے اور ہمارے سامنے چھوٹی اور اصل مقصود لوگوں ہی کے سامنے طویل نماز پڑھنا ہوتا ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالےٰ سے ریار کرنے لگتا ہے۔

(۱۰۴) فرمایا۔ بعض اوقات بلا وجہ ریار کے شبہ میں مبتلا رہ کر عمل سے محروم ہو جاتا ہے علاج یہ ہے کہ نہ اپنے عمل سے حُسن ظن رکھے۔ اور

نہ عمل میں ایسی دقیق کوتاہی کی تفتیش کرے۔ بس عمل کرکے اللھم اغفرلی کہکر آگے چل دے۔ اس کی نظیر ہے کہ راستہ چلتے چلتے کیچڑ لگا وہاں اسکی تحقیق وتفتیش نہ کرے کہ کیسی کیچڑ ہے بلکہ جہاں کیچڑ لگے وہاں پانی ڈالتا چلا جاوے۔ وقت ضائع نہ کرے۔ اسی طرح یہاں استغفار کا پانی ڈالے اور چلدے۔ زیادہ کاوش کے متعلق فرماتے ہیں ؎

گفت آساں گیر بر خود کارہا کز روئے طبع ۔۔۔ سخت میگیرد جہاں برمرد مانِ سخت کوش

حدیث میں ہے من شاق شاق اللہ علیہ۔ پھر یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ مشقت کے بعد بھی تو بڑے سے بڑے درجہ کا عمل ناقص ہی رہے گا۔ پھر تکمیل کی کاوش کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ شخص ایک ایسے درجہ کا منتظر ہے جس میں بالکل ہی نقص نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر کمل بھی ناقص ہے۔ جو اس ناقص کو قبول کرتا ہے وہ دوسرے ناقص کو بھی تو قبول کرسکتا ہو اسی واسطے ہم تعلیم فضائل میں زیادہ کاوش نہیں کرتے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ میں نے ضیاء القلوب حضرت حاجی صاحبؒ سے سبقاً سبقاً پڑھی اس میں ضرب وجہر وغیرہ کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ سب قیود غیر ضروری ہیں۔ اصل مقصود ذکر ہے۔ اس کے کرتے رہنے سے استعداد بڑھتی ہے۔ چاہے بے انتظامی سے ہی ہو۔

افسوس ہے اس رسالہ کے آخر کے دو تین صفحات کا مسودہ باوجود انتہائی کوشش کے نہیں مل سکا اس لئے بالفعل اس کو یہیں ختم کیا جاتا ہے

"ظہور الحسن"

تصانیف حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب قدس سرہٗ

- نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب 2/50
- تفسیر بیان القرآن کامل علی قسم 60/-
- کمل مدلل اصلاح الرسوم
- تعلیم الدین مکمل مدلل 3/50
- الانتباہات المفیدہ 0/75
- آداب المعاشرت 0/31
- الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد 0/75
- خاتمہ بالخیر 0/12
- اصلاح الخیال 0/62
- الکبریت فی اثبات التقدیر 2/25
- فتاوی امدادیہ اولین و آخرین عمدہ 12/-
- تعلیمات عشرہ 1/50
- تجوید القرآن 0/19
- حفظ الایمان کامل 0/19
- جزاء الاعمال 0/37
- المصالح العقلیہ 4/25
- تحقیق تعلیم انگریزی 0/6
- تکمیل جمال القرآن 0/37
- حقوق الاسلام 0/12
- اغلاط العوام مبوب 0/25
- الخطاب الملیح 0/25
- احکام التجلی 0/31
- بہشتی زیور مکمل مدلل محشی مفیدہ 12/-
- فروع الایمان 0/62
- تسہیل قصد السبیل
- دعوات عبدیت ہر حصہ 1/75
- تسہیل شوق وطن 0/75
- صفائی معاملات 0/37
- طریقہ میلاد شریف 0/19
- القول الصواب 0/19
- القول البدیع 0/31
- الحیلۃ الناجزہ 2/50
- شہادۃ الاقوام 2/00
- اشرف السوانح جلد اول 2/8
- " " جلد دوم 8/-
- " " جلد سوم 1/-
- خاتمۃ السوانح -/-
- امداد المشتاق 5/-
- بیاض یعقوبی زیر طبع
- الطرائف والظرائف ہر سہ حصہ زیر طبع
- بوادر النوادر 16/-
- التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف ہر چہار حصہ 2/90
- التنبیہ الطربی 2/50

تصانیف حضرت مصلح الامۃ مولانا الشاہ محمد وصی اللہ صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

- انفع الاذکار 0/37
- الاصول النادرہ 0/35
- الاخوۃ 0/50
- الامر الفارق 0/25
- نعم الامیر 0/25
- التذکیر بالقرآن 0/50
- تحذیر العلماء کامل 0/37
- عاقبۃ الانکار 0/50
- مضمون ذکرہ 0/50
- فوائد الصحبۃ 0/25
- علم کی ضرورت 0/50
- ارتفاع الضیق 0/31
- اداء حقوق 0/12
- تلاش مرشد 0/20
- تکفیر العلماء 0/25
- تردد جانفزا 0/12
- تلاش مرشد 0/25
- اصلاحی مضمون 0/19
- وصیۃ الاحسان 1/75
- وصیۃ الاخلاص 1/75
- وصیۃ الاخلاق 0/50
- مضمون نسیمہ 0/50
- جنت 0/27

تصانیف حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

- اذکار عبرت مکاتیب
- مجذوب و جمیل 0/25
- فقیر غریب ملقب بہ چہل بند اذکار حقیقاں 0/25
- مسلم کی بیداری 0/19
- فریاد مجذوب دریاد محبوب 0/12
- مسٹر اور ملائی نوک جھونک 1/-
- اسلامی سہرا 0/12
- قطعات 0/12

نایاب تالیفات اشرفیہ کے سلسلہ میں گذارش کی آٹھویں قسط

بسملاً و محمدلاً و مصلیاً۔ معروض ہے کہ اس وقت تک سات قسطوں میں نایاب تالیفات اشرفیہ کے سلسلہ میں "تسہیل المواعظ کے ۵۲ وعظ" اور "تسہیل تشرالطیب" نیز ملفوظات میں "القول الجلیل حصہ دوم" اور اقساط کے سلسلہ سے علیحدہ کشکول مجذوب یعنی خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ کا گویا دیوان اور انہیں کے منظوم رسائل اذکار عبرت، مراقبہ موت، مسلم کی بیداری وغیرہ شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب آٹھویں قسط میں مجموعہ ملفوظ الکلمۃ الحق، اور فیوض الخالق پیش خدمت ہے۔ اس کے بعد نویں قسط میں ملفوظات الکلام الحسن اور مزید المجید شائع ہوں گے۔ اور دسویں قسط سے انشاء اللہ ملفوظات حسن العزیز کا سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ بعض نایاب اور نہایت مفید کتابیں مکتبہ نے پاکستان سے مہیا کی ہیں۔ جو ناظرین کو مکتبہ تالیفات اشرفیہ سے مل سکیں گی۔ جن کی مختصر فہرست یہ ہے۔

امداد المشتاق سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کی سوانح حیات مرتبہ حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہٗ قیمت ۵/-

زاد السعید مطبوعہ عکسی پاکستان قیمت ۷۵/

حیات اشرف یعنی سوانح حکیم الامتؒ ۔ مرتبہ مولانا غلام محمد صاحب تلمیذ خاص حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ قیمت ۳/۷۵

الکمال الشیم ۳/- **محبت الٰہیہ** ‎-/۴ **معیت الٰہیہ** ‎-/۱ **صراط مستقیم** ‎-/۶۲

البیان المشید پسند فرمودہ حضرت حکیم الامت رح قیمت ۳/-

جمال الاولیاء ترجمہ لامع علامات الاولیاء پسند فرمودہ حکیم الامت قیمت ۴/-

مقدمہ اعلاء السنن فقہ حنفی کے استدلال میں حدیث کی مشہور کتاب جس کی منجملہ ۲۰ جلدوں کے اب تک صرف شروع کی گیارہ جلدیں طبع ہوئی تھیں اور وہ بھی نایاب ہوگئی ہیں ۔ اب دوبارہ پاکستان سے قسطوار شائع ہونا شروع ہوئی ہیں ۔ مقدمہ چھپ کر آگیا ہے ۔ اس کی قیمت چھ روپیہ ہے ۔ ہندوستان کے خریداروں کو مکتبہ تالیفات اشرفیہ سے ملتا رہے گا ۔ علماء اور عربی طلباء کے لئے نہایت مفید ذخیرہ ہے ۔ قسطوار خریداری میں نام لکھا کر آپ بسہولت رفتہ رفتہ خرید سکیں گے ۔ اور اشاعت کرنے والوں کا بھی حوصلہ بڑھے گا اور سہولت ہوگی ۔

اصلی بہشتی زیور مکمل و مدلل طباعت عکسی ۔ کتابت کاغذ ، صحت ہر اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہے قیمت مجلد بلا کسی رعایت سولہ روپیے ۔

الادراک التوسل وسیلہ کے ساتھ دعا مانگنے کے جواز میں بہترین رسالہ قیمت ‎-/۳۷

شمائم امدادیہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات اور تصوف سے سرشار مضامین ۔ قیمت ۲/-

ان کے علاوہ "الابقاء" میں شائع شدہ "سلسلہ التبلیغ" کے بہت سے
مواعظ نیز ملفوظات افاضات الیومیہ جلد اول -/۵ جلد دوم ۵/۰ جلد سوم -/۵
جلد چہارم ۵/۰ جلد پنجم -/۵ -
لیکن جلد اوّل کے صرف چند نسخے ملے ہیں۔ مقدم خریداروں کو ملینگے
ختم ہونے کے بعد پیش کرنے سے معذوری ہوگی۔
پاکستان کے خریدار اپنی رقم مع محصول مولانا شبیر علی صاحب تھانوی
مکان ۲۱ روڈ ۲ سب بلاک ڈی ناظم آباد ۲ کراچی کے نام جمع کرکے
کتابیں منگا سکتے ہیں۔

سلسلہ نایاب تالیفات اشرفیہ میں شائع شدہ کتابیں

تسہیل المواعظ جلد اول قسط اول و دوم میں شائع شدہ ۲۰ مواعظ قیمت -/۵

تسہیل المواعظ جلد دوم قسط سوم میں شائع شدہ ۱۲ وعظ ۲/۵۰

تسہیل المواعظ جلد سوم ۱۰ وعظ قیمت ۳/۳۰

تسہیل المواعظ جلد چہارم ۱۰ وعظ قیمت ۴/۴۰

تسہیل نشر الطیب قیمت ۱/۷۵

ملفوظات القول الجلیل حصہ دوم قیمت -/۵۰

بعض اپنی اور دیگر مطبوعات

خلاصۃ التفاسیر از بحر العلوم مفتی مولانا فتح محمد صاحب تائب لکھنوی
قیمت مقدمہ تفسیر ۲/۰ ہدیہ جلد اول ۱۲/۰ ہدیہ جلد ثانی ۱۵/۰

عطر ہدایہ از بحر العلوم مفتی مولانا فتح محمد صاحب تائب لکھنوی
اس کتاب کی قیمت پہلے ۵ غلط چھپ گئی صحیح قیمت ۶/۵۰

المصالح العقلیہ (اردو) اس کتاب میں واضح دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ شریعت کے تمام احکام عقل سلیم کے عین مطابق ہیں۔ اور انسانی فطرت سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں صفحات ۲۷۲ ہیں قیمت مجلد مع گردپوش۔ چار روپے آٹھ آنہ۔

ملفوظات حکیم الامۃ مولانا الشاہ اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ کی فہرست

وہ ملفوظات جو اس وقت ہمارے یہاں موجود ہیں اور مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون سے طلب کرنے پر مل سکتے ہیں

(۱) القول الجلیل حصہ اول (۲) ملفوظات مختلفہ ۳/۰ (۳) الافاضات الیومیہ حصہ اول تا پنجم فی حصہ ۵۰/ ۸۰/۰ (۴) نیل المراد فی السفر گنج مراد آباد ۱۹/۰ (۵) بزم جمشید ۸۰/۰

ملنے کے پتے

(۱) ناظم مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر
(۲) ناظم کتب خانہ امداد الغربا سہارنپور

مفید اور اصلاحی مذہبی کتابیں

حکایات اسلاف دیوبند ۵ر	حیاۃ المسلمین عہ ۸ر	اشرف الجواب حصہ اول	تسہیل قصد السبیل ۸ر
تعلیم الدین کامل	اشرف السوانح جلد اول ۳ ۸	نشر الطیب ۳ ر	حکایات صحابہؓ ۱۲ ر
تبلیغ دین ، عہ ۸ر	شبر خاتم الانبیاء ، ۴ ر	بوادر النوادر	بہشتی زیور مکمل مدلل ۱۲ ۵ر
اغلاط العوام مکمل مبوب ۴ر	مناجات مقبول	اصلاح الرسوم	اعمال قرآنی ۱۰ر
تسہیل شوق وطن ۱۲ر	تلخیصات عشر عہ ۸ر	خطبات الاحکام مع ترجمہ عہ ر	مواعظ مختلف، ملفوظات مختلف، قیمت مفصل فہرست سے معلوم کیجئے

ملنے کے پتے:
ظہور الحسن ناظم مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون، ضلع مظفر نگر، یوپی
ظہور الحسن ناظم کتب خانہ امداد الغرباء، سہارنپور یوپی

شاہانِ دہلی

گذشتہ ایک صدی میں اطرافِ دہلی میں ایک جماعت
گذری ہے جس کی ابتداء سید الطائفہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ
دہلوی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے ہوئی۔ اور پھر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ
اور آپکا پورا خاندان اور آپ سے وابستہ علماء فضلاء صوفیاء کی ایک کثیر جماعت
بن گئی جو "اسلاف دیوبند" کہلاتے ہیں۔ انکے تبلیغی، اصلاحی، علمی، تجدیدی
مجاہدانہ کارنامے آپکو انکی ان حکایات سے معلوم ہونگے جن کو "ارواحِ ثلاثہ" لقب
شاہانِ دہلی یا اسلافِ دیوبند" میں جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب آپ کیلئے
ان بزرگوں کی صحبت کے قائم مقام ثابت ہوگی اور اس کے مطالعہ
سے آپکو تدین اور للّٰہیت و اخلاص کی دولت حاصل ہوگی۔ اس
کتاب میں تقریباً ۱۶۱ اللہ والوں، علماء اور بزرگوں
کی عبرت انگیز سبق آموز حکایات ہیں۔

قیمت مجلد پانچ روپے





